وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

الأَرْبَعِينَ فِي الصَّوْمِ

روزہ کے احکام اور مسائل
چالیس احادیث کی روشنی میں



ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

وما آتاکم الرسول فخذوہ
وما نھاکم عنہ فانتھوا

الاربعین فی الصوم

روزہ کے احکام اور مسائل

چالیس احادیث کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

نام کتاب	الاربعین فی الصوم
	روزہ کے احکام اور مسائل-چالیس احادیث کی روشنی میں
ترتیب وتحریر	ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی
اہتمام	خانقاہ وجامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد
تعداد	1100
اشاعتِ اول	اپریل 2021 بمطابق رمضان المبارک 1442ھ

اللہ کے فضل وکرم، انسانی طاقت وبساط کے مطابق کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح، طباعت اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہِ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاءاللہ مستقبل میں مزید احتیاط کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہماری سعی قبول فرمائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بَلَغَ العُلیٰ بِکمالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمالِہٖ

حَسُنَت جَمیعُ خِصالِہٖ

صلّو علیہِ وآلِہٖ

فیضانِ نظر

مجدد العصر، دلیل السُبُل، خزینة الاسرار

وارث النبیِ المختار، وسیلة الطالبین، نقیب المحبوبین

محبوب السالکین، امام المتقین، وصفوة العابدین

جلیس الرحمٰن، الامام الخراسان

حضرت اخوندزادہ پیر **سیف الرحمٰن** مبارک نور اللہ مرقدہ

بنظر کرم

غوث الزمان، محبوب الامام الخراسان، تاج الاولیاء

امام الاتقیاء، زینۃ الاصفیاء، طبیب ارواحنا وقلوبنا

سیدی و سندی، مرشدی و مولائی، وسیلتنا الی اللہ

شیخ المشائخ شیخ الطریقۃ

حضرت **میاں محمد السیفی** اطال اللہ حیاتہ

فہرست

تاثرات

استاذ الکل رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی

صدر مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد

بانی و مہتمم دار العلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات گرامی ایک اور نادر الوجود کاوش ڈاکٹر صاحب کی طرف سے پیش خدمت ہے۔ جس کا عنوان روزہ سے معنون ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی سابقہ روایت ندرت کو برقرار رکھتے ہوئے اس عنوان کی ادائیگی میں بھی ندرت کو برقرار رکھا پھر یہ کہ عنوانات ۶۹ سے زیادہ قائم کئے۔ روزہ سے متعلقہ امور مثلاً روزہ کی فرضیت اسکی شرائط اور اسباب علل کو تفصیل سے لیا۔ یوں ہی لیلۃ القدر سے فائدہ اٹھانے کے تقاضے پورے کر کے تلاش لیلۃ القدر کا جذبہ دیا۔ تاکہ پانیوالا ۸۰ سال ۴ ماہ کی عبادت کا ثواب پائے۔ عشرات ثلاثہ کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے رحمت کا حصول، مغفرت کا تمغہ، نجات من اللہ کا انعام اور اس کی ڈگری پانے کا جذبہ پیدا کیا۔ سحری اور افطاری کی سنیت کا ثواب پانے کا جذبہ دیا۔ روزہ کے احکام و مسائل بتلائے تاکہ ثواب کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہو کہ روزہ دار اس سے محروم رہے۔ معمولات نبوی تفصیل سے بیان کئے کہ ہر کس و ناکس ان امور و اعمال کے ثواب کے کسی گوشہ سے محروم نہ

رہیں۔ نفلی روزوں کا بیان و ثواب و عظمت واضح کی الی مالا نہایت ۔ لہذا اس ماہ رمضان میں غیر متناہی نیکیاں کمانے مصروف رہیں غرضیکہ اپنے عنوان پر اور ماہ مقدس مناسبت سے کسی کو محروم نہ رہنا ہو جبکہ قرآن مجید میں اللہ نے روزہ داروں اپنی زیارت جو کہ بلا کیف ہو گی کا ذکر سورۃ قیامت کی اس آیت میں امتی مصطفیٰ ﷺ کا کائنات کے باقی افراد جو جنت میں جائیں پر نبی پاک ﷺ کی امت کو اعزاز رؤیت سے نوازنے کا ذکر کیا۔آیت یہ ہے

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ[1]

ترجمہ: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے (کنزالایمان)

انہیں دیدار الٰہی کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔اس آیت سے ثابت ہوا کہ آخرت میں مومنین کو دیدار الٰہی میسر آئے گا۔ جبکہ یہ نعمت و انعام غیر مترقبہ بھی روزہ کے بدلے میں ملے گا، جو عنوان ڈاکٹر صاحب قبلہ نے معین کیا یعنی رؤیت باری کی عظیم نعمت بھی روزہ کا بدلہ ہے۔ جس میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا الصوم لی وانا اجزی بہ[2] روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔ جو رؤیت باری ہے جبکہ یہ حدیث اجزی بہ (ہمزہ کے فتح اور زاء

---

[1] القیمہ: ۲۳

[2] تفرد بہ النسائی، تحفة الأشراف: 10166 (صحیح

کے کسرہ کے ساتھ) کے اجزی بہ (ہمزہ کے ضمہ اور زا کے فتح کے ساتھ) ہوتا معنی یہ ہوگا کہ میں خود روزہ کا بدلہ بنوں گا۔ یعنی میری زیارت امت مسلمہ کے روزہ داروں کو کرائی جائے گی۔

ڈاکٹر صاحب کی یہ تصنیف بر موقع رمضان آرہی ہے لہذا عام مسلمان باالعموم اور راولپنڈی اسلام آباد کے اہل علم کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب قبلہ کی یہ تصنیف سینکڑوں مسائل کو اپنی بغلوں میں لئے ہوئے امید ہے اغلاب ہے کہ کئی عشرات تک اس کا فیض میسر رہے گا۔ اور صدقہ جاریہ بطفیل ان کے شیوخ کے اس پر عمل عمل تابندہ قرار پائے گا۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب کی نقل کردہ حدیث جو آپ نے عمومی اوقات کیلئے اصلاح معاشرہ اور اخلاقی عظمتوں پر مبنی ہے اسے نقل کرتا ہوں کہ جو آدمی روزے سے ہو اسے فحش گوئی نہیں کرنی چاہیے اور نہ شور مچائے اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میں محمد ﷺ کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی بو سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

بارگاہ لایزال میں دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی تصنیفات کا فیضان اللہ تعالیٰ عام کرے اور یہ تحریریں ان کیلئے قیامت میں بلندی درجات کا باعث بنیں۔

آمین ثم آمین

دعا گو اور دعا جو

(مفتی) محمد سلیمان رضوی خویدم الطلب

دار العلوم انوار رضا راولپنڈی

10 رمضان المبارک 1442ھ بمطابق 23.04.2021

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتادربار لاہور / رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمہ شہادت، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج۔

کلمہ توحید و شہادت باقی چار یعنی عبادات کی بنیاد ہے ہر عبادت اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے اور اس کی کچھ وجوہ ہیں۔ اللہ تعالی کے قرب اور اس کی دوستی دو چیزوں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ (1) ایمان (2) تقوی۔ اور روزہ مسلمان میں تقوی پیدا کرتا ہے قرآن پاک میں روزے کا یہی فلسفہ بیان فرمایا

ارشاد خداوندی ہے

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُونَ

لہذا روزہ اگر اس کی صحیح روح کے ساتھ رکھا جائے تو وہ انسان کو متقی بنا کر اللہ تعالی کے دوستوں میں شامل رکھتا ہے۔

محترم جناب ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب زید مجدہ نے اپنی دیگر تالیفات کی طرح اس کتاب میں بھی محض چالیس احادیث کو جمع نہیں کیا بلکہ روزے سے متعلق جملہ مسائل کو احاطہ تحریر میں لائے ہیں اللہ تعالی آپ کی جملہ تالیفات کو شرف قبولیت عطا فرما کر مسلمانوں کو ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری

استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء

دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

25 شعبان المعظم 1442ھ بمطابق 09 اپریل 2021

جامع المعقول والمنقول، فضیلۃ الشیخ، سید عمر بن سلیم الدباغ الاَعظمی
سابق معلم، جامعہ امام اعظم ابی حنیفہ النعمان اعظمیہ، بغداد، عراق
شیخ الحدیث جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله الذي اختص شهر الصوم بنزول القرآن فوصفه بأنه هدى للناس وبيناتٍ من الهدى والفرقان والصلاة والسلام الأتمان الأكملان على سيدنا محمد المصطفى العدنان الذي كان أجود بالخير من الريح المرسلة في رمضان والذي بشر بباب في الجنة للصائمين اسمه الريان وعلى آله وصحبه ذوي الفضل والإحسان ومن تبعهم الى يوم العرض على الديان و بعد:

قال تعالى: يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

الصيام الذي فرضه الله تعالى على المسلمين بقوله كُتب هو عبادة شرعها الله لتزكية النفس وجعل تحديد أجرها راجعا له جل وعلا فقال كما جاء في الحديث القدسي: كل عمل ابن آدم له الا الصوم فانه لي وأنا أجزي به وزاد أمرا على هذه المزية فقال: لخلفة فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك رواه مسلم

ومعلوم أن العبادات كلها لله وهو الذي يجازى عليها لكن الصوم كما ذكر بعد الشراح لا يقع فيه الرياء كما يقع في غيره. قال ابن حجر: إن الصوم لا يقع فيه الرياء كما يقع في غيره وهو من أحب العبادات إلى الله ويتبين شرف الصوم لأنه تعالى أضافه لنفسه وكفى به شرفا والتخصيص في موضع التعميم في مثل هذا السياق.

لا يفهم منه إلا التعظيم والتشريف كما قال الزين ابن المنير وقال ابن عبد البر: كفى بقوله الصوم لي فضلا للصيام على سائر العبادات ولما كان الصيام هو ترك المألوف من المأكل والمشرب كان حقيقة مدرسة للصبر ترتقي بالصائم إلى مصاف الملائكة من حيث المشاكلة حيث أنهم لا يأكلون ولا يشربون بل هي في البشر أجل لأنهم خالفوا شهواتهم وتركوها لله فأكد الله هذه المسألة بقوله يترك طعامه وشرابه وشهوته من أجلي ليرتب عليه أجرا يختلف عن سائر الأجور فقال ولما كان ترويض المؤمن نفسه لله كان الجزاء أن قال تعالى بعد وصفه لحاله المؤمن هذه الصيام لي وأنا أجزي به ولا يمكن أن نحص فضائل الصوم بهذه الكلمات فقد كفانا الأخ الفاضل الدكتور محمد سرفراز مؤونة هذا الأمر بما جمعه في هذا المؤلف من أحاديث بلغت الأربعين حديثا ومعلوم أن ما ورد في شأن الصيام من الأحاديث هي أكثر بكثير لذا فقد اعقبها بجملة من الأحاديث ساقها تحت أبواب ومسائل شتى تتعلق بالصيام وهو بهذا العمل قد اتحف القارئ بجملة حديثية وفقهية بأسلوب بسيط يسهل على القارئ فهم مسائل الصيام وتطبيقها للفوز يرضى الذي جعل أجر الصيام له جل وعلا فجزاه الله عن المسلمين خير الجزاء والحمد لله رب العالمين.

الفقير الى رحمة ربه الأكرم السيد عمر بن سليم الدباغ الأعظمي

الإمام السابق بجامع الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان

الأعظمية بغداد العراق

میزانِ حروف : ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ انوار رضا جوہر آباد، مدیر سوئے حجاز لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ طریقت حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی ایک پریکٹیکل مسلمان ہیں اور وہ زندگی کے ہر شعبے میں اسلام کی عملی تصویر دیکھنے کے متمنی ہیں نماز کے بعد روزہ ارکان اسلام میں نہایت اہمیت کا حامل ہے جس کیلئے اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو[1]

گناہوں کو جلا دینے والا ماہِ صیام، اللہ کی رحمت کی برستی برکھا والا مبارک مہینہ جب بھی جلوہ فگن ہوتا ہے اہل ایمان ایک نئے شوق اور مستعدی کے ساتھ نیکیوں اور عبادات کی طرف

---

[1] (سورۃ البقرۃ: 185 ترجمہ کنزالایمان)

متوجہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی زیر نظر کتاب اسی جذبہ کی مرہون منت ہے کتاب مسلمان کے معمولات حیات اور معاملات زندگی کو احکامِ الٰہی کا پابند بنانے کی ایک نفیس کوشش ہے فاضل مصنف نے نہایت تفصیل کیساتھ اسوۂ نبوی سے راہنمائی لے کر اسے صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے اور اب جس کا جی چاہے وہ پائے روشنی۔ اس حوالے سے حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدیقیؒ کتاب "احکام رمضان" محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادریؒ کی کتاب "حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رمضان کیسے گزارتے؟" اور راقم کی کتاب "رمضان المبارک کے مبارک دن اور روشن راتیں" منصہ شہود پر آچکی ہیں۔ مگر ہر پھول کی خوشبو اور رنگت جداگانہ ہوتی ہے کرنل صاحب کی کتاب عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اور قابل قدر ہے۔ رب کریم اسے قبولیت کا خلعت عطا فرما کر عوام و خواص کیلئے فیض رسائی بنائے۔ آمین

غبار راہ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد

مدیر ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

13 رمضان 1442ھ بمطابق 26 اپریل 2021

حرف آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العرش العظیم و الصلوٰۃ و السلام علی النبی الحبیب

وسید الأولین و الآخرین و علی آلہ اصحابہ اجمعین أما بعد

ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔

رمضان کے ماہ مبارک میں روزوں کا حکم دین اسلام کا اہم ستون ہے۔ایک عظیم الشان عبادت جس کا صلہ خود اللہ پاک کے اپنے پاس اسکی شان کے مطابق ہے۔

رجب المرجب کے ماہ مبارک میں ایک دن حضور خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ تمہیں پتہ ہے کہ کون آنے والا ہے۔نہایت اشتیاق سے آپ ﷺ نے فرمایا تو

[1] البقرۃ:183

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمہ تن گوش ہوئے ان کے قلوب بھی اشتیاق سے بھر گئے۔(کیسے پیارے لوگ تھے جو ہر حکم کے لئے مشتاق رہتے تھے) غرضیکہ آپ ﷺ نے دو تین بار فرما کر انہیں رمضان کی خبر دی اس ماہ کی فضیلتوں اور روزوں کی بات فرمائی۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ :لَمَّا أُحْضِرَ شَهْرُ رَمَضَانَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا ذَا يَسْتَقْبِلُكُمْ وَ مَا ذَا تَسْتَقْبِلُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوَحْيٌ نَزَلَ أَوْ عَدُوٌّ حَضَرَ قَالَ لَا وَ لَكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَغْفِرُ فِي أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ لِكُلِّ أَهْلِ هَذِهِ الْقِبْلَةِ [1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سُبحَانَ اللہ! تمہارا کون استقبال کر رہا ہے اور تم کس کا استقبال کر رہے ہو؟ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اس طرح فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا کوئی وحی نازل ہونے

[1] منذری، الترغیب والترھیب، 2: 64، رقم: 1502

والی ہے یا کوئی دشمن حملہ کرنے والا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن اللہ عزوجل رمضان کی پہلی رات میں اس قبلہ والے ہر ایک کی بخشش فرمادے گا۔

کیسا خوبصورت انداز تھا۔ اس میں لوگوں کو پہلے سے ہی اتنا ذوق اور شوق پیدا فرمادیا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک روزے کو اللہ کی خوشنودی اور احتساب کے ساتھ رکھنے کے صلے میں پچھلے تمام گناہوں کی مغفرت کی نوید سنائی۔

عَن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔

آپ ﷺ نے اللہ کا کلام بھی سنایا جس میں اس کا قرآن سے تعلق بھی بیان فرمایا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ

[1] اخرجه بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتساب من الایمان

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ[1]

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

اس ماہ کی راتوں کی فضیلتیں اور ان میں قیام اور شب قدر کا ذکر خیر فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ[2]

---

[1] البقرۃ: 185

[2] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب فضل لیلۃ القدر

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے ایمان اور احتساب (حصول اجر و ثواب کی نیت) کے ساتھ رکھے، اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جو لیلۃ القدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نماز میں کھڑا رہے اس کے بھی اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کی صحبت اور نسبت والے لوگ نور مجسم رحمت عالم ﷺ کے نور سے منور ہو گئے اور اشتیاق سے رمضان المبارک کے انتظار میں لگ گئے۔ آپ ﷺ کی درج ذیل دعا سے تو لوگوں کو انتہاء درجے کا ذوق، شوق اور جستجو نصیب ہوئی۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ[1]

اس خوبصورت طریقہ تعلیم کی بدولت وہ پیارے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خوش نصیب لوگ عبادت واطاعت کے ماڈل، اللہ عزوجل کی رضا کی سند پا گئے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل

اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۚ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا[1] (اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو) کو مد نظر رکھتے ہوئے اس اہم ستونِ اسلام، اس کی اہمیت اور افادیت کو سمیٹنے کے لئے فقیر نے الاربعین فی الصوم اکٹھی کرنے کی سعی کی ہے جو پڑھنے والوں کے لئے حصول بندگی اور اخروی نجات کا موجب بنے۔ فقیر اس کاوش کو اپنے مرشدین کرام، والدین کریمین، اساتذہ، محبین متوسلین سالکین ادارہ ہذا کے اراکین، طلباء اور امت محمدیہ کے نام کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اسے اس جہاں میں موجبِ استفادہ اور آخرت میں توشہ نجات بنائے۔

آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الفقیر محمد سرفراز

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی عفی عنہ

[1] الحشر: 7

روزے کی اہمیت وفضیلت—چالیس احادیث

رمضان کے روزوں کی فرضیت

1. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي مَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ فَقَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ[1]

ہم سے حضرت قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے حضرت اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو سہیل نے، ان سے ان کے والد حضرت مالک نے اور ان سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک اعرابی پریشان حال

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب وجوب صوم رمضان

بال بکھرے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! بتایئے مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں، یہ اور بات ہے کہ تم اپنی طرف سے نفل پڑھ لو، پھر اس نے کہا بتایئے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزے کتنے فرض کئے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے، یہ اور بات ہے کہ تم خود اپنے طور پر کچھ نفلی روزے اور بھی رکھ لو، پھر اس نے پوچھا اور بتایئے زکوٰۃ کس طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شرع اسلام کی باتیں بتادیں۔ جب اس اعرابی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی نہ میں اس میں اس سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کر دیا ہے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ مراد کو پہنچایا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ) اگر سچ کہا ہے تو جنت میں جائے گا۔

روزہ کی فضیلت

2. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ المِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا[1]

ہم سے حضرت عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے حضرت امام مالک نے، ان سے حضرت ابوالزناد نے، ان سے حضرت اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے روزہ دار نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، یہ الفاظ دو مرتبہ کہہ دے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب فضل الصوم

اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔

روزہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

3. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَنْ يَحْفَظُ حَدِيثًا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذِهِ إِنَّمَا أَسْأَلُ عَنْ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ الْبَحْرُ قَالَ وَإِنَّ دُونَ ذَلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَا يُغْلَقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ سَلْهُ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنْ الْبَابُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ[1]

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب الصوم کفارۃ

ہم سے حضرت علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے حضر تسفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے حضرت جامع بن راشد نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو وائل نے اور ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کسی کو یاد ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انسان کے لیے اس کے بال بچے، اس کا مال اور اس کے پڑوسی فتنہ (آزمائش وامتحان) ہیں جس کا کفارہ نماز روزہ اور صدقہ بن جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا میری مراد تو اس فتنہ سے ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح امنڈ آئے گا۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ (یعنی آپ کے دور میں وہ فتنہ شروع نہیں ہوگا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ دروازہ کھل جائے گا یا توڑ دیا جائے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تو قیامت تک کبھی بند نہ ہو پائے گا۔ ہم نے مسروق سے کہا آپ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھئے کہ

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ وہ دروازہ کون ہے، چنانچہ مسروق نے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! بالکل اس طرح انہیں علم تھا جیسے رات کے بعد دن کے آنے کا علم ہوتا ہے۔

روزہ داروں کے لیے جنت میں ریان نامی دروازہ بنایا گیا ہے

4. حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ[1]

ہم سے حضرت خالد بن مخلد نے بیان کیا، ہم سے حضرت سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت ابو حازم سلمہ ابن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب الریان للصائمین

دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہوگا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا۔

5. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ[1]

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب الریان للصائمین

ہم سے حضرت ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے حضرت امام مالک نے بیان کیا، ان سے حضرت ابن شہاب نے، ان سے حضرت حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے پھر جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا جو مجاہد ہو گا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے جو روزہ دار ہو گا اسے "باب الریان" سے بلایا جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والا ہو گا اسے زکوٰۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہیں میں سے ہوں گے۔

6. حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ[1]

مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہا کہ مجھے بنو تمیم کے مولیٰ ابو سہیل بن ابی انس نے خبر دی کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا، اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

7. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ:

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب حل یقال رمضان او شہر رمضان ومن رای کلہ واسعا

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ: عَنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، وَيُونُسُ: لِهِلاَلِ رَمَضَانَ[1]

ہم سے حضرت یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت لیث نے بیان کیا، ان سے حضرت عقیل نے، ان سے حضرت ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے حضرت سالم نے خبر دی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ شروع کر دو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزہ افطار کر دو اور اگر ابر ہو تو اندازہ سے کام کرو۔ (یعنی تیس روزے پورے کر لو) اور بعض نے لیث سے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل اور یونس نے بیان کیا کہ "رمضان کا چاند "مراد ہے

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب رویة الهلال

جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت کر کے رکھے

8. حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ[1]

ہم سے حضرت مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہو اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب من صام رمضان ایمانا واحتسابا ونیة

روزہ، گناہوں سے بچنے کا ذریعہ

9. حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي، مَعَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ[1]

ہم سے حضرت عبدان نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو حمزہ نے، ان سے حضرت اعمش نے، ان سے حضرت ابراہیم نے ان سے حضرت علقمہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی صاحب طاقت ہو تو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ نظر کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کو بد فعلی سے محفوظ رکھنے کا یہ ذریعہ ہے اور کسی میں نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ وہ اس کی شہوت کو ختم کر دیتا ہے۔

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب: الصوم لمن خاف علی نفسه العزبة

جو شخص رمضان میں جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا نہ چھوڑے

10. حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ المَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ[1]

ہم سے حضرت آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے حضرت سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد حضرت کیسان نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

11. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم

لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ [1]

ہم سے حضرت ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو حضرت ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں حضرت ابن جریج نے کہا کہ مجھے حضرت عطاء نے خبر دی، وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابو صالح (جو روغن زیتون اور گھی بیچتے تھے) نے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ پاک فرماتا ہے کہ انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے، اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے فحش گوئی نہ کرنی چاہئے اور نہ شور مچائے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب هل يقولونی صائم اذا شتم

صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی (ایک تو جب) وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسرے) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پا کر خوش ہو گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں سب سے زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے

12. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ القُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، كَانَ أَجْوَدَ بِالخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ المُرْسَلَةِ[1]

ہم سے حضرت موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حضرت ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہیں حضرت ابن شہاب نے خبر دی، انہیں حضرت

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب اجود ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی رمضان

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان میں ملتے، جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان شریف کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام سے قرآن کا دور کرتے تھے، جب جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے لگتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے۔

ماہِ رمضان کا چاند دیکھنا

13. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ[1]

ہم سے حضرت عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے حضرت امام مالک نے، ان سے حضرت نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جب تک چاند نہ دیکھو روزہ شروع نہ کرو، اسی طرح جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ موقوف نہ کرو اور اگر بادل چھا جائے تو تیس دن پورے کر لو۔

14. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الهلال فصوموا واذا رائتموہ فافطروا

تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ[1]

ہم سے حضرت عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت مالک نے ان سے حضرت عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ کبھی انیتس راتوں کا بھی ہوتا ہے اس لیے (انیتس پورے ہو جانے پر) جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ شروع کرو اور اگر بادل ہو جائے تو تیس دن کا شمار پورا کر لو۔

رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزے نہ رکھے جائیں

15. حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ[2]

[1] البخاری، کتاب الصیام، باب وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَأَنَّهُ إِذَا غُمَّ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ أُكْمِلَتْ عِدَّةُ الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا

[2] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب لایتقدم رمضان بصوم یوم او یومین

ہم سے حضرت مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حضرت ہشام نے بیان کیا، ان سے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے حضرت ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے البتہ اگر کسی کو ان میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔

16. حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا أَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا

وَنَزَلَتْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ

(البقرۃ، 187)[1]

ہم سے حضرت عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے حضرت اسرائیل نے، ان سے حضرت ابو اسحاق نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (شروع اسلام میں) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم جب روزہ سے ہوتے اور افطار کا وقت آتا تو کوئی روزہ دار اگر افطار سے پہلے بھی سو جاتا تو پھر اس رات میں بھی اور آنے والے دن میں بھی انہیں کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی تاآنکہ پھر شام ہو جاتی، پھر ایسا ہوا کہ قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی روزے سے تھے جب افطار کا وقت ہوا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا (اس وقت کچھ) نہیں ہے لیکن میں جاتی ہوں کہیں سے لاؤں گی، دن بھر انہوں نے کام کیا تھا اس لیے آنکھ لگ گئی جب بیوی واپس ہوئیں اور انہیں (سوتے ہوئے) دیکھا تو

1 البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هن لباس لكم وانتم لباس لهن علم الله انكم كنتم تختانون انفسكم فتاب عليكم وعفا عنكم فالآن باشروهن وابتغوا ما كتب الله لكم

فرمایا افسوس تم محروم ہی رہے، لیکن دوسرے دن وہ دوپہر کو بیہوش ہو گئے جب اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی "حلال کر دیا گیا تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا" اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی "کھاؤ پیو یہاں تک کہ ممتاز ہو جائے تمہارے لیے صبح کی سفید دھاری (صبح صادق) سیاہ دھاری (صبح کاذب) سے۔"

17. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ مِنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ الْأُفُقِ الَّذِي هَكَذَا حَتَّى يَسْتَطِيرَ[1]

ہم سے بیان کیا حضرت مسدد نے (انہوں نے کہا) ہم سے بیان کیا حضرت حماد بن زید نے وہ حضرت عبداللہ بن سواد قشیری سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ

[1] صحیح مسلم / الصیام 8 (1094)، سنن الترمذی / الصوم 15 (706)، (تحفة الأشراف: 4624)، وقد أخرجه: سنن النسائی / الصیام 18 (2173)، مسند احمد (5 / 7، 9، 13، 18) (صحیح)

عنہ کو وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں سحری کھانے سے بلال کی اذان ہرگز نہ روکے اور نہ آسمان کے کنارے کی سفیدی (صبح کاذب) ہی باز رکھے، جو اس طرح (لمبائی میں) ظاہر ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ پھیل جائے۔

18. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَيَنْتَبِهَ نَائِمُكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا قَالَ مُسَدَّدٌ وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّيْهِ حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا وَمَدَّ يَحْيَى بِأُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بلال کی اذان اس کی سحری سے ہرگز نہ روکے، کیونکہ راوی کو شک ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ینادی یعنی ندا دیتے ہیں وہ

[1] صحیح مسلم / الصوم 8 (1093)، سنن النسائی / الأذان 11 (642)، سنن ابن ماجہ / الصوم 23 (1696) (تحفة الأشراف: 9375)، وقد أخرجه: مسند احمد (1/ 386، 392، 435) (صحیح)

اذان یا نداد یتے ہیں تاکہ تم میں قیام کرنے (تہجد پڑھنے) والا تہجد پڑھنا بند کر دے، اور سونے والا جاگ جائے، فجر کا وقت اس طرح نہیں ہے۔ مسدد کہتے ہیں: راوی یحییٰ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اکٹھی کر کے اور دونوں شہادت کی انگلیاں دراز کر کے اشارے سے سمجھایا یعنی اوپر کو چڑھنے والی روشنی صبح صادق نہیں بلکہ صبح کاذب ہے، یہاں تک اس طرح ہو جائے (یعنی روشنی لمبائی میں پھیل جائے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سحری اور فجر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہوتا تھا

19. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي ثُمَّ تَكُونُ سُرْعَتِي أَنْ أُدْرِكَ السُّجُودَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

ہم سے حضرت محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حضرت عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب تعجیل السحور

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں سحری اپنے گھر کھاتا پھر جلدی کرتا تاکہ نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جائے۔

20. حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُورِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً[1]

ہم سے حضرت مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے سحری کھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ سحری اور اذان میں کتنا فاصلہ ہوتا تھا تو انہوں نے کہا کہ پچاس آیتیں (پڑھنے) کے موافق فاصلہ ہوتا تھا۔

---

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب قدر کم بین السحور وصلوٰۃ الفجر

سحری کھانا مستحب ہے

21. حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً[1]

ہم سے حضرت آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا، ان سے حضرت عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب برکت السحور من غیر ایجاب لان نبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ واصلوا ولم یذکر السحور

22. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقَى[1]

ہم سے حضرت موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت جویریہ نے، ان سے حضرت نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "صوم وصال" رکھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی رکھا لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے دشواری ہو گئی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمادیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صوم وصال رکھتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں تو برابر کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب برکت السحور من غیر ایجاب لان نبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ واصلوا ولم یذکر السحور

اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو روزہ نہیں جاتا

23. حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ[1]

ہم سے حضرت عبدان نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت یزید بن زریع نے خبر دی، ان سے حضرت ہشام نے بیان کیا، ان سے حضرت ابن سیرین نے بیان کیا، کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بھول گیا اور کچھ کھا پی لیا تو اسے چاہئے کہ اپنا روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا اور پلایا۔

روزہ دار کے لیے مسواک استعمال کرنا

24. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب الصائم اذا اکل او شرب ناسیا

قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ زَادَ مُسَدَّدٌ مَا لَا أَعُدُّ وَلَا أُحْصِي [1]

ہمیں بیان کیا حضرت محمد بن صباح نے (انہوں نے کہا) ہمیں بیان کیا حضرت شریک نے ہمیں بیان کیا حضرت مسدد نے ہمیں بیان کیا حضرت یحیی نے وہ حضرت سفیان سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عاصم بن عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا مسدد نے یہ الفاظ زائد کیے، جسے میں نہ گن سکتا ہوں، نہ شمار کر سکتا ہوں۔

25. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا [2]

---

[1] سنن الترمذی / الصوم 28 (725)، (تحفة الأشراف: 5034)، وقد أخرجه: مسند احمد 445/3، 446)

[2] سنن ابوداؤد

ہم سے حضرت قتیبہ بن سعید نے بیان کیا مجھے حضرت یحیی بن سلیم نے بیان کیا وہ حضرت اسماعیل ابن کثیر سے وہ حضرت عاصم بن لقلیط بن صبرہ سے وہ اپنے والد حضرت لقلیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کر مگر یہ کہ تو روزہ دار ہے (یعنی وضو اور غسل میں ناک میں خوب اچھی طرح پانی داخل کرو مگر روزہ میں احتیاط چاہیے)۔

سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا

26. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ[1]

ہم سے حضرت عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہیں حضرت امام مالک نے خبر دی، انہیں حضرت ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور انہیں نبی

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب الصوم فی السفر والافطار

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میں سفر میں روزہ رکھوں؟ وہ روزے بکثرت رکھا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو روزہ رکھ اور جی چاہے افطار کر۔

27. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ وَالْكَدِيدُ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ[1]

ہم سے حضرت عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو حضرت امام مالک نے خبر دی، انہیں حضرت ابن شہاب نے، انہیں حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے موقع پر) مکہ کی طرف رمضان میں چلے تو

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب اذا صام ایاما من رمضان ثم سافر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے تھے لیکن جب کدید پہنچے تو روزہ رکھنا چھوڑ دیا۔ ابو عبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ عسفان اور قدید کے درمیان کدید ایک تالاب ہے۔

28. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ حَتَّى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ رَوَاحَةَ[1]

ہم سے حضرت عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حضرت یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بیان کیا، ان سے حضرت اسماعیل بن عبید اللہ نے بیان کیا، اور ان سے حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے۔ دن انتہائی گرم تھا۔ گرمی کا یہ

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب اذا صام ایاما من رمضان ثم سافر

عالم تھا کہ گرمی کی سختی سے لوگ اپنے سروں کو پکڑ لیتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی شخص روزہ سے نہیں تھا۔

29. حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنْ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ[1]

ہم سے حضرت آدم بن ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت شعبہ نے بیان کیا، ان سے حضرت محمد بن عبدالرحمٰن انصاری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت محمد بن عمرو بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر (فتح مکہ) میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لمن ظلل علیہ واشتد الحر لیس من البر الصوم فی السفر

کر رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں ہے۔

30. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبْ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ[1]

ہم سے حضرت عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت امام مالک نے، ان سے حضرت حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (رمضان میں) سفر کیا کرتے تھے۔ (سفر میں بہت سے روزے سے ہوتے اور بہت سے بے روزہ ہوتے) لیکن روزے دار بے روزہ دار پر اور بے روزہ دار روزے دار پر کسی قسم کی عیب جوئی نہیں کیا کرتے تھے۔

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لمن ظلل علیہ واشتد الحر لیس من البر الصوم فی السفر

31. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ[1]

ہم سے حضرت موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حضرت ابو عوانہ نے، وہ روایت کرتے ہیں حضرت منصور سے، وہ حضرت مجاہد سے، وہ حضرت طاؤس سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ فتح مکہ میں) مدینہ سے مکہ کے لیے سفر شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے تھے، جب آپ عسفان پہنچے تو پانی منگوایا اور اسے اپنے ہاتھ سے (منہ تک) اٹھایا تاکہ لوگ دیکھ لیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ مکہ پہنچے۔ حضرت ابن عباس رضی

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب من افطر فی السفر لیراہ الناس

اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر میں) روزہ رکھا بھی اور نہیں بھی رکھا اس لیے جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

حیض والی عورت نہ نماز پڑھے اور نہ روزے رکھے۔

32. حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَاضٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذَلِكَ نُقْصَانُ دِينِهَا[1]

ہم سے حضرت سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت زید بن اسلم نے بیان کیا، وہ حضرت عیاض سے اور وہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نماز اور روزے نہیں چھوڑ دیتی؟ یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب الحائض تترك الصوم والصلوٰۃ

اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں۔

33. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ[1]

ہم سے حضرت محمد بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت محمد بن موسیٰ ابن اعین نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے حضرت عمرو بن حارث نے، ان سے حضرت عبید اللہ بن ابی جعفر نے، ان سے حضرت محمد بن جعفر نے کہا، ان سے حضرت عروہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمہ روزے واجب ہوں تو اس کا ولی اس کی

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب من مات وعلیه صوم

طرف سے روزے رکھ دے، موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو ابن وہب نے بھی عمرو سے روایت کیا اور یحییٰ بن ایوب سختیانی نے بھی ابن ابی جعفر سے۔

34. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى قَالَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنَحْنُ جَمِيعًا جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هَذَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ الْحَكَمِ وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيَى وَأَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ وَقَالَ أَبُو حَرِيزٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا[1]

ہم سے حضرت محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا، ان سے حضرت اعمش نے، ان سے حضرت مسلم بطین نے، ان سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہو گیا اور ان کے ذمے ایک مہینے کے روزے باقی رہ گئے ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے قضاء رکھ سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ضرور، اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کر دیا جائے۔ سلیمان اعمش نے بیان کیا کہ حکم اور سلمہ نے کہا جب مسلم بطین نے یہ حدیث بیان کیا تو ہم سب وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ ہم نے مجاہد سے بھی سنا تھا کہ وہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے۔ ابو خالد سے روایت ہے کہ اعمش

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب من مات وعلیہ صوم

نے بیان کیا ان سے حکم، مسلم بطین اور سلمہ بن کہیل نے، ان سے سعید بن جبیر، عطاء اور مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری "بہن" کا انتقال ہو گیا ہے پھر یہی قصہ بیان کیا، یحییٰ اور سعید اور ابو معاویہ نے کہا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے مسلم نے، ان سے سعید نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے زید ابن ابی انیسہ نے، ان سے حکم نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور ان پر نذر کا ایک روزہ واجب تھا اور ابو حریز عبد اللہ بن حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور ان پر پندرہ دن کے روزے واجب تھے۔

روزہ کے افطار کا وقت

35. حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ[1]

ہم سے حضرت حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے حضرت ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے سنا، ان سے ان کے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب رات اس طرف (مشرق) سے آئے اور دن ادھر مغرب میں چلا جائے کہ سورج ڈوب جائے تو روزہ کے افطار کا وقت آگیا۔

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب متی یحل فطر الصائم وافطر ابو سعید الخدری حین غاب قرص الشمس

36. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ[1]

ہم سے حضرت مسدد نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ہشیم نے بیان کیا کہ حضرت حصین سے روایت ہے وہ حضرت معاذ بن زہرہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: اللهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت۔ اے اللہ! میں نے تیری ہی خاطر روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

پانی وغیرہ جو چیز بھی پاس ہو اس سے روزہ افطار کر لینا چاہیے

37. حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتْ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَلَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ

[1] سنن ابوداؤد

لَهُمْ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ

مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ[1]

ہم سے حضرت اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت خالد نے بیان کیا، ان سے حضرت سلیمان بن شیبانی نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (غزوہ فتح جو رمضان میں ہوا) سفر میں تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے تھے۔ جب سورج غروب ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی (بلال رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اے فلاں! میرے لیے اٹھ کے ستو گھول، انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ تھوڑی دیر اور ٹھہرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتر کر ہمارے لیے ستو گھول، اس پر انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ تھوڑی دیر اور ٹھہرتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی حکم دیا کہ اتر کر ہمارے لیے ستو گھول لیکن ان کا اب بھی خیال تھا کہ ابھی دن باقی

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب متی یحل فطر الصائم وافطر ابو سعید الخدری حین غاب قرص الشمس

ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ پھر فرمایا کہ اتر کر ہمارے لیے ستو گھول چنانچہ اترے اور ستو انہوں نے گھول دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا۔ پھر فرمایا کہ جب تم یہ دیکھ لو کہ رات اس مشرق کی طرف سے آ گئی تو روزہ دار کو افطار کر لینا چاہیئے۔

38. حَدَّثَنِی عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتْ الشَّمْسُ قِيلَ لِهِشَامٍ فَأُمِرُوا بِالْقَضَاءِ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ قَضَاءٍ وَقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ هِشَامًا لَا أَدْرِي أَقَضَوْا أَمْ لَا[1]

ہم سے حضرت عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حضرت ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے حضرت ہشام بن عروہ نے، ان سے حضرت فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بادل تھا۔ ہم نے جب افطار کر لیا تو سورج

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب اذا افطر فی رمضان ثم طلعت الشمس

نکل آیا۔ اس پر ہشام (راوی حدیث) سے کہا گیا کہ پھر انہیں اس روزے کی قضاء کا حکم ہوا تھا؟ تو انہوں نے بتلایا کہ قضاء کے سوا اور چارہ کار ہی کیا تھا؟ اور معمر نے کہا کہ میں نے ہشام سے یوں سنا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے قضاء کی تھی یا نہیں۔

ماہ شعبان میں روزے

39. حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنْ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا[1]

ہم سے حضرت معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، ان سے حضرت ہشام نے بیان کیا، ان سے حضرت یحییٰ نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ اور کسی مہینہ میں روزے

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب صوم شعبان

نہیں رکھتے تھے، شعبان کے پورے دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا۔ تم خود ہی اکتا جاؤ گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو سب سے زیادہ پسند فرماتے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز شروع کرتے تو اسے ہمیشہ پڑھتے تھے۔

روزے کے لیے کوئی دن مقرر کرنا

40. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْتَصُّ مِنَ الأَيَّامِ شَيْئًا، قَالَتْ: لاَ، كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ يُطِيقُ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيقُ[1]

ہم سے حضرت مسدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حضرت یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حضرت سفیان نے، ان سے حضرت منصور نے، ان سے حضرت ابراہیم نے،

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب هل یخص شیئا من الأیام

ان سے حضرت علقمہ نے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (روزہ وغیرہ عبادات کے لیے) کچھ دن خاص طور پر مقرر کر رکھے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ بلکہ آپ کے ہر عمل میں ہمیشگی ہوتی تھی اور دوسرا کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی طاقت رکھتا ہو؟

41. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرٌ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ فَشَرِبَهُ[1]

ہم سے حضرت مسدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حضرت یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت سالم نے بیان کیا،

[1] البخاری، الصحیح، کتب الصوم، باب صوم یوم عرفة

کہا کہ مجھ سے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کے مولی عمیر نے بیان کیا اور ان سے ام فضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور ہم سے حضرت عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہیں حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی، انہیں حضرت عمر بن عبداللہ کے غلام ابونضر نے، انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عمیر نے اور انہیں حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے کہ ان کے یہاں کچھ لوگ عرفات کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ روزہ سے نہیں ہیں۔ اس پر ام فضل رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا (تاکہ حقیقت ظاہر ہو جائے) آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے، آپ نے دودھ پی لیا۔

روزہ۔ قرآنِ حکیم میں ارشادات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ[2]

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے، ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے

---

[1] البقرۃ، 2:183

[2] البقرۃ: 185

اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا[1]

ترجمہ: بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے

[1] الاحزاب، 33:35

والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ[1]

ترجمہ: اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا، جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو۔

---

[1] المائدۃ:89

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ[1]

ترجمہ: پھر جسے بردہ (غلام) نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہوسکیں تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِــيْمًا[2]

---

[1] المجادلة:4

[2] النساء:92

ترجمہ: اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کر مقتول کے لوگوں کو سپرد کی جائے مگر یہ کہ وہ معاف کردیں پھر اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خوں بہا سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا تو جس کا ہاتھ نہ پہنچے وہ لگاتار دو مہینے کے روزے یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْـٴٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ[1]

ترجمہ: روزہ کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس، اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہوجائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے (پو پھٹ کر) پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے۔

[1] البقرۃ، 2:187

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ط

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ[1]

ترجمہ: گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا

رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ط فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى

مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ

بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي

---

[1] البقرۃ، 2:184

الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ [1]

ترجمہ: اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلے دے روزے یا خیرات یا قربانی، پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ

[1] البقرۃ:196

الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ
عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے تم میں کہ دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی ہو کہ کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جو اب کرے گا اس سے بدلہ لے گا، اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔

فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ
لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا[2]

ترجمہ: تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا میں نے آج رحمان کا روزہ مانا ہے تو آج ہر گز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔

---

[1] المائدۃ:95

[2] المریم:26

روزہ، احکام و مسائل

ارکان اسلام میں روزہ تیسرا بنیادی رکن ہے جس کی پابندی شہادتِ توحید و رسالت اور نماز کے بعد فرض کا درجہ رکھتی ہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان رمضاء سے مشتق ہے۔ اس کا معنی سخت گرم زمین ہے لہذا رمض کا معنی سخت گرم ہوا۔ رمضان کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب عربوں نے پرانی لغت سے مہینوں کے نام منتقل کئے تو انہیں اوقات اور زمانوں کے ساتھ موسوم کر دیا، جن میں وہ اس وقت واقع تھے۔ اتفاقاً رمضان ان دنوں سخت گرمی کے موسم میں آیا تھا، اس لئے اس کا نام رمضان رکھ دیا گیا۔[1]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رمضان کا لفظ رمض الصائم سے لیا گیا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ روزہ دار کے پیٹ کی گرمی شدید ہوگئی۔ رمضان کو رمضان کا نام اس لئے دیا گیا کہ وہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔[2]

---

[1] مرقاۃ المفاتیح، 4: 229

[2] لسان العرب، 7: 162

روزہ کا لغوی اور شرعی معنی

روزے کو عربی میں ''صوم'' کہتے ہیں جس کا لغوی معنی کسی ارادی فعل سے باز رہنے اور رک جانے کا ہے۔

عرف شرع میں مسلمان کا بانیتِ عبادت فجر سے لے کر غروب آفتاب تک تین خواہشوں (کھانے، پینے اور عمل زوجیت) سے اپنے آپ کو روکنا روزہ کہلاتا ہے۔ فجر سے مراد صبح صادق ہے، صبح کاذب نہیں کیونکہ کاذب رات میں شامل ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ[1]

ترجمہ: (روزہ رکھنے کے لئے سحری کے وقت) کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ تم پر صبح کا سفید ڈورا (رات کے) سیاہ ڈورے سے (الگ ہو کر) نمایاں ہو جائے، پھر روزہ رات (کی آمد) تک پورا کرو۔

[1] البقرۃ، 2:187

سفید دھاگے سے مراد صبح صادق (دن کی سفیدی) ہے اور سیاہ دھاگے سے مراد صبح کاذب (رات کی تاریکی) ہے۔

اصطلاحِ شریعت میں روزے کی درج ذیل تعریف بیان کی گئی ہے۔

الامساك عن المفطرات مع اقتران النية به من طلوع الفجر الى غروب الشمس[1]

ترجمہ: روزے کی نیت کے ساتھ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہر قسم کے مفطرات سے رک جانا۔

بعض علماء فقہ نے الامساك عن المفطرات کا معنی الامساك عن الاكل والشرب والجماع کھانے پینے اور عمل زوجیت سے باز رہنا بیان کیا ہے۔ فقہی اعتبار سے پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے' پینے اور ازدواجی تعلق (مباشرت) سے باز رہنے کے عمل کو صوم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس بناپر روزہ مندرجہ ذیل چیزوں کو ملحوظ رکھنے سے عبارت ہے۔

○ کھانے پینے سے اجتناب

[1] تفسیر القرطبی، 2:273

- ازدواجی تعلق سے اجتناب
- روزے کی مدت
- اجتناب کی نیت

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ متذکرہ بالا افعال کا صدور اس وقت روزے کی ہیئت اختیار کرتا ہے، جب یہ بانیت روزہ ہو، بغیر نیت کے محض بھوک اور پیاس کو اپنے اوپر طاری کر لینا روزہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

روزے کی فرضیت

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت روزے کی فرضیت کے باب میں بلا استثنائے مرد و زن تمام اہل ایمان سے ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

---

[1] البقرۃ، 2:183

اس آیہ کریمہ میں دو باتیں بصراحت بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ روزے صرف امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی نہیں بلکہ امم سابقہ پر بھی فرض کئے گئے' دوسرا روزے کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔

1- ثقہ روایت کے مطابق روزے کی فرضیت کا حکم دوسری صدی ہجری میں تحویلِ کعبہ کے واقعہ سے دس روز بعد ماہِ شعبان میں نازل ہوا۔ آیت روزہ شعبان کے مہینے میں نازل ہوئی، جس میں رمضان المبارک کو ماہ صیام قرار دیتے ہوئے باری تعالی نے اہل ایمان سے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ[1]

ترجمہ: پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اسکے روزے ضرور رکھے۔

اس آیہ مبارکہ میں روزہ رکھنے کا حکم ہر اس صاحبِ ایمان کو دیا گیا ہے، جو اپنی زندگی میں اس ماہ مقدس کو پالے۔

امت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یہود و نصاریٰ دس محرم الحرام (عاشورہ) کا روزہ باہتمام رکھتے تھے۔ اسی طرح ہر قمری مہینے کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں

[1] البقرة، 2:185

تاریخ کے تین دن جنہیں ایامِ بیض سے موسوم کیا جاتا ہے' کے روزے پہلی امتیں بڑے اہتمام کے ساتھ رکھا کرتی تھیں۔ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بعد ان روزوں کی حیثیت بریں بناسنت کا درجہ اختیار کر گئی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشورہ اور ایام بیض کے روزے رکھنے کا معمول مدت العمر قائم رہا۔ روزے کی فرضیت کا منکر کافر اور اسکا تارک گنہگار ہے۔

2- آیت مبارکہ میں دوسری چیز جو بیان کی گئی ہے وہ روزے کا مقصد ہے جو کہ تقویٰ ہے یعنی روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ اگر انسان روزہ رکھ کر بھی تقویٰ حاصل نہیں کرتا تو پھر انسان نے روزے کے حقیقی مقصد کو نہیں پایا۔

پہلی امتوں میں روزہ

کتبِ حدیث وتاریخ اور تورات وانجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قریشِ مکہ ایامِ جاہلیت میں دسویں محرم کو اس لئے روزہ رکھتے تھے کہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ میں یہود اس دن اس لئے روزہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو اس دن فرعون سے نجات دی تھی۔ ان شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل اُمم میں بھی بحیثیت عبادت کے روزہ معروف اور

جانا پہچانا جاتا تھا لیکن ان لوگوں نے روزے کی اصل مقصدیت سے صرف نظر کرتے ہوئے اسے اپنے مخصوص مفادات کے ساتھ وابستہ کر لیا تھا مگر اسلام نے انسانیت کو روزے کے بامقصد اور تربیتی نظام سے آشنا کیا۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے مسلمانوں کو روزے پر وسیع دائرہ ہائے کار اور بلند اغراض و مقاصد عطا کئے۔ زندگی کی وہ تمام تمنائیں اور خواہشات جو عام طور پر جائز ہیں روزہ میں ان پر بھی کچھ عرصہ کے لئے پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر اطاعت گزار اُمتی ان پابندیوں کو دلی رغبت و مسرت کے ساتھ اپنے اوپر عائد کر لیتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ جسم و روح دونوں کے لئے مفید ہے۔ علاوہ ازیں مختلف مذاہب میں روزہ رکھنے کے مکلف بھی مختلف طبقات ہیں۔ مثلاً پارسیوں کے ہاں صرف مذہبی پیشوا، ہندوؤں میں برہمن اور یونانیوں کے ہاں صرف عورتیں روزے رکھنے کی مکلف ہیں جبکہ ان کے اوقات روزہ میں بھی اختلاف اور افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ لیکن اسلام کے پلیٹ فارم پر دنیا کے ہر خطے میں رہنے والے عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت کے لئے ایک ہی وقت میں ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے ہیں۔

روزے کی حکمتیں

تقویٰ کا حصول

گناہوں کو چھوڑنے اور نیکی کے کام کرنے پر طبیعت کا مائل ہونا اور اپنے گناہوں کے انجام سے ڈر کر ان سے بچنے کی کوشش کرنا تقویٰ ہے اور ماہِ رمضان کا بڑا اور اہم مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے (اور اس کا مقصد یہ ہے) کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

تقویٰ اختیار کرنے کے دنیاوی واُخروی بہت زیادہ فوائد ہیں جس کا تذکرہ قرآن وسنت میں جابجا ملتا ہے۔

---

[1] البقرۃ، 2:183

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[1]

ترجمہ: جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اپنی پانچوں نمازیں ادا کرو، اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرو، اپنے حاکموں کی اطاعت کرو! تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔[2]

اہل ایمان پر امم سابقہ کی طرح روزے اس لئے فرض کئے گئے کہ وہ متقی اور پرہیزگار بن جائیں۔ گویا روزے کا مقصدِ عظمیٰ انسانی سیرت کے اندر تقویٰ کا جوہر پیدا کر کے اس کے قلب و باطن کو روحانیت و نورانیت سے جلا دینا ہے۔ روزے سے حاصل کردہ تقویٰ کو

---

[1] الطلاق: 2، 3

[2] سنن الترمذی: 616

بطریق احسن بروئے کار لایا جائے تو انسان کی باطنی کائنات میں ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے، جس سے اس کی زندگی کے شب و روز یکسر بدل کر رہ جائیں۔

تقویٰ بادی النظر میں انسان کو حرام چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن اگر بنظر غائر قرآن و سنت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ روزے کی بدولت حاصل شدہ تقویٰ حرام چیزوں سے تو درکنار ان حلال و طیب چیزوں کے قریب بھی بحالتِ روزہ پھٹکنے نہیں دیتا، جن سے متمتع ہونا عام زندگی میں بالکل جائز ہے۔ ہر سال ایک ماہ کے اس ضبط نفس کی لازمی تربیتی مشق کا اہتمام، اس مقصد کے حصول کے لئے ہے کہ انسان کے قلب و باطن میں سال کے باقی گیارہ مہینوں میں حرام و حلال کا فرق و امتیاز روا رکھنے کا جذبہ اس درجہ فروغ پا جائے کہ اس کی باقی زندگی ان خطوط پر استوار ہو جائے کہ ہر معاملے میں حکمِ خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے وہ حرام چیزوں کے شائبے سے بھی بچ جائے۔

اگر تقویٰ کا مفہوم اچھی طرح سمجھ میں آجائے تو انسان کی زندگی سراسر خوف و خشیت الٰہی سے عبارت ہو جائے گی، لیکن مقام افسوس ہے کہ ہم میں سے اکثر و بیشتر روزے کے ثمرات سے محض اس لئے محروم رہتے ہیں کہ ہمارا شعار روزے کے تقاضوں کو پس

پشت ڈال دینا بن گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہمارے ہاتھ سوائے بھوک وپیاس کی مشقت کے کچھ نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَم من صائِمٍ ليسَ لهُ من صيامِهِ إلَّا الظَّمَأُ، وَكَم من قائِمٍ ليسَ لهُ من قيامِهِ إلَّا السَّهرُ[1]

ترجمہ: کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ جن کو روزوں سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کو اپنے قیام سے سوائے جاگنے کے کچھ نہیں ملتا۔

تقوی کے حصول میں توبہ واستغفار کی بڑی اہمیت ہے۔ سب سے پہلے اپنی سابقہ زندگی پر ایک نظر ڈالیں کہ جس قدر بھی گناہ ہوئے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے، خواہ قولاً ہے یا عملاً تو ان سب سے اپنے اللہ کے حضور سچے دل سے توبہ کریں، توبہ کا مفہوم ہی یہ ہے کہ گناہ کے کاموں سے لوٹنا، گناہ کا اعتراف اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا عزم کرنا۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل ' 2: 441 سنن الدارمی ' 2: 301، مشکوۃ المصابیح ' کتاب الصوم ' باب تنزیہ الصوم ' الفصل الثانی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۔ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے حضور خالص توبہ کرو کچھ بعید نہیں کہ تمھارا پروردگار تم سے تمھاری برائیاں دور کر دے اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

ہو سکے تو خوفِ الٰہی سے چند قطرے آنسوؤں کے بھی شامل کر لیں، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ[2]

ترجمہ: اللہ کے ڈر سے رونے والا جہنم میں داخل نہیں ہو گا یہاں تک کہ دودھ تھن میں واپس لوٹ جائے۔

---

[1] التحریم، 8

[2] سنن الترمذی: 1633

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، ... وذَكَرَ: وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ[1]

ترجمہ: سات قسم کے لوگوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا سایہ عطا کرے گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جسے تنہائی میں اللہ یاد آئے اور اس کے آنسو جاری ہو جائیں۔

روزے کی حفاظت

روزے کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے، کیونکہ اگر ہم نے اس سلسلے میں سُستی و کوتاہی کا ثبوت دیا اور صحیح طریقے سے روزے کی حفاظت نہ کر سکے تو ہم اس کی فضیلتوں اور برکتوں سے محروم رہ سکتے ہیں۔ اس لیے لازم ہے کہ (روزے کے اجر و ثواب کو ختم کرنے والے اعمال مثلاً) جھوٹ، بہتان چغلی، غیبت اور لڑائی جھگڑے سے بچا جائے، خصوصاً زبان کی حفاظت کی جائے اور تقویٰ اختیار کیا جائے۔

---

[1] صحیح البخاری: 660، صحیح مسلم: 1031

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ، وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ[1]

ترجمہ: کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جنھیں پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی قیام (اللیل) کرنے والے ایسے ہیں جنھیں بیداری کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

یعنی جو شخص بھی مذکورہ خرافات سے نہیں بچتا اس کا روزہ اسے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ[2]

ترجمہ: جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل نہیں چھوڑتا تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجہ: 1690، سنن الدارمی: 2722

[2] صحیح البخاری: 1903

جب روزہ کو پورے احکام و آداب کی مکمل رعایت کے ساتھ پورا کیا جائے تو بلاشبہ گناہوں سے محفوظ رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر کسی نے روزہ کے لوازم کا خیال نہ کیا اور گناہوں میں مشغول رہتے ہوئے روزہ کی نیت کی کھانے پینے، خواہش نفسانی سے باز رہا لیکن حرام کمانے اور غیبت کرنے سے باز نہ آیا تو اس سے فرض ادا ہو جائیگا، مگر روزہ کے برکات و ثمرات سے محرومی رہے گی۔ کھانا پینا اور جنسی تعلقات چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا بلکہ روزہ کی حالت میں فواحش، منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے لہٰذا مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا:

1. روزہ دار روزہ رکھ کر جھوٹ، غیبت، چغلی اور بدکلامی سے پرہیز کرے۔
2. آنکھ کو مذموم و مکروہ اور ہر اس چیز سے بچائے جو یادِ الٰہی سے غافل کرتی ہو۔
3. کان کو ہر ناجائز آواز سننے سے بچائے۔ اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی ہو تو انہیں منع کرے ورنہ وہاں سے اُٹھ جائے حدیث میں ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔
4. بوقت افطار اتنا نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔

5. افطار کے بعد دل خوف اور امید کے درمیان رہے کیا معلوم کہ اسکا روزہ قبول ہوا یا نہیں لیکن اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

پس اعضاء کو گناہوں سے بچانا در حقیقت روزہ کی حفاظت ہے۔

قیام اللیل

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مربوط کرنے کا اہم ذریعہ قیام اللیل ہے اور رمضان میں قیام اللیل فضیلت کے لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ[1]

ترجمہ: جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے قیام رمضان کرتا ہے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامِ رمضان کے بارے میں فرمایا تھا:

إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ[2]

---

[1] صحیح البخاری: 37

[2] سنن ابی داود: 1375، سنن الترمذی: 806، سنن النسائی: 1365، سنن ابن ماجہ: 1337

ترجمہ: یقیناً جب آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتا ہے تو بقیہ رات (بھی ثواب کے لحاظ سے) قیام ہی میں شمار کی جاتی ہے۔

امید ہے کہ اس قدر قیام رمضان باجماعت کی فضیلت جان کر حیلوں اور بہانوں سے احتراز کیا جائے گا۔

تلاوتِ قرآن مجید کی کثرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لأَصْحَابِهِ[1]

ترجمہ: قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو، اس لیے کہ قیامت والے دن یہ اپنے (پڑھنے والے) ساتھیوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ اجر و ثواب کے لحاظ سے ماہ رمضان میں کیا ہوا عمل زیادہ افضل ہے، لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ رمضان میں تو خوب قرآن پڑھتے اور سنتے ہیں اور دیگر مہینوں میں قرآن مجید چھونے کی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ (العیاذ باللہ)

[1] صحیح مسلم: 804

تربیت صبر و شکر

تقویٰ کی ایک کیفیت صبر کی آئینہ دار ہے، جس کا تقاضا ہے کہ انسان کسی نعمت سے محرومی پر اپنی زبان کو شکوہ اور آہ و بکا سے آلودہ کئے بغیر خاموشی سے برداشت کرے۔ روزہ انسان کو تقویٰ کے اس مقامِ صبر سے بھی بلند تر مقامِ شکر پر فائز دیکھنے کا متمنی ہے۔ وہ اس کے اندر یہ جوہر پیدا کرنا چاہتا ہے کہ نعمت کے چھن جانے پر اور ہر قسم کی مصیبت' ابتلا اور آزمائش کا سامنا کرتے وقت اس کی طبیعت میں ملال اور پیشانی پر شکن کے آثار پیدا نہ ہونے پائیں' بلکہ وہ ہر تنگی و ترشی کا بہر حال خندہ پیشانی سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتا رہے۔

روزہ چونکہ کھانے پینے اور نفسانی شہوات سے اپنے آپ کو روکنے کا نام ہے۔ روزہ کی حالت میں انسان اللہ تعالی کی نعمتوں کو اپنے اوپر روک لیتا ہے۔ جب آدمی ایک خاص مدت تک نعمتوں سے دور رہے تو پھر اس کی قدر کا پتا چلتا ہے۔ بالعموم نعمت کی اہمیت اور قدر کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کی قدر تب ہوتی ہے، جب وہ مفقود ہو جائے۔ پس یہ نعمت کی پہچان اور اس کی قدر کا جاننا اس کے حق کی ادائیگی کو واجب کر دیتا ہے۔ اور حق کی

ادائیگی شکر سے ہوتی ہے۔ جو عقلاً اور شرعاً فرض ہے۔ اسی لئے اللہ تعالی نے آیاتِ صوم میں لعلکم تشکرون کے ذریعے تشکر کی ضرورت واہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جذبہ ایثار

بحالتِ روزہ انسان بھوک اور پیاس کے کرب سے گزرتا ہے تو لا محالہ اس کے دل میں ایثار، بے نفسی اور قربانی کا جذبہ تقویت پکڑتا ہے اور وہ عملاً اس کیفیت سے گزر کر جس کا سامنا انسانی معاشرہ کے مفلوک الحال اور نانِ شبینہ سے محروم لوگ کرتے ہیں، کرب و تکلیف کے احساس سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ فی الحقیقت روزے کے ذریعے اللہ رب العزت اپنے آسودہ حال بندوں کو ان شکستہ اور بے سروسامان لوگوں کی زبوں حالی سے کماحقہ آگاہ کرنا چاہتا ہے، جو اپنے تن و جان کا رشتہ بمشکل برقرار رکھے ہوئے ہیں، تاکہ ان کے دل میں دکھی اور مضطرب انسانیت کی خدمت کا جذبہ فروغ پائے اور ایک ایسا اسلامی معاشرہ وجود میں آسکے، جس کی اساس باہمی محبت و مروت، انسان دوستی اور دردمندی و غمخواری کی لافانی قدروں پر ہو۔ اس احساس کا بیدار ہو جانا روزے کی روح کا لازمی تقاضا

ہے اور اس کا فقدان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ روزے میں روح نام کی کوئی چیز باقی نہیں بقول علامہ اقبال:

روح چوں رفت از صلوٰۃ واز صیام

فرد ناہموار ، ملت بے امام

روزے کی فضیلت کے اسباب

روزے کی اس قدر فضیلت کے درج ذیل اسباب بیان کئے گئے ہیں:

1. ایک تو یہ کہ روزہ لوگوں سے پوشیدہ ہوتا ہے' اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ جبکہ دوسری عبادتوں کا یہ حال نہیں ہے' کیونکہ ان کا حال لوگوں کو معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے روزہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ فَإِنَّهُ لِی[1] سے اسی چیز کی طرف ہیں اشارہ ہے۔

2. دوسرا سبب یہ ہے کہ روزے میں نفس کشی، مشقت اور جسم کا نقصان ہوتا ہے۔ اس میں بھوک، پیاس اور دیگر خواہشاتِ نفسانی پر صبر کرنا پڑتا ہے' جبکہ دوسری عبادتوں میں اس قدرت مشقت اور نفس کشی نہیں ہے۔

3. سلف صالحین لکھتے ہیں کہ روزے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ ویسے تو ساری عبادات و طاعات اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں'

---

[1] صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب مَا یُذْکَرُ فِی الْمِسْكِ

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ۔ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلاَّ الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِی، وَأَنَا أَجْزِی بِهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم کا ہر عمل اس کا ہے سوا روزہ کے کہ یہ میرا ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے منہ کے خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے)

لیکن روزے کے ساتھ کبھی غیر اللہ کی عبادت نہیں کی گئی۔ کیونکہ کفار و مشرکین نے کسی دور میں بھی اپنے کسی معبود کی تعظیم روزے کے ساتھ نہیں کی۔ اگرچہ وہ نمازی سجدے اور ذکر و نیاز کی بعض صورتوں کے ساتھ وہ اپنے معبود یعنی باطل کی تعظیم و عبادت کیا کرتے تھے۔ پس اس وجہ سے روزہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

4. ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزہ میں ریاکاری کا عمل دخل نہیں ہوتا، جبکہ دوسری ظاہری عبادات میں روزہ، حج، زکوۃ، صدقہ میں ریاکاری کا شائبہ ہو سکتا ہے۔

5. امام خطابی فرماتے ہیں کہ روزے کی اس خصوصیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزے دار کو روزہ میں حظِ نفسانی حاصل نہیں ہوتا، لہذا روزہ اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

6. اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کھانے پینے سے استغناء للہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ روزہ دار اگرچہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے متشابہ تو نہیں ہو سکتا، لیکن وہ ایک لحاظ سے اپنے اندر یہ خلق پیدا کر کے مقرب الٰہی بن جاتا ہے۔

7. اس کے ثواب کی مقدار کا علم اللہ تعالٰی کے سوا کسی کو نہیں ہے، جبکہ باقی عبادات کے ثواب کو رب تعالٰی نے مخلوق پر ظاہر کر دیا ہے۔اس لئے یہ عبادت اللہ کے لئے مخصوص ہے۔

8. باقی تمام عبادات سے تو حقوق العباد کی کوتاہیوں کی تلافی ہو گی، لیکن روزہ اس مقصد کے لئے میدانِ حشر میں خرچ نہیں کیا جائے گا۔

9. روزہ ایسی عبادت ہے، جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، حتی کہ فرشتے بھی معلوم نہیں کر سکتے۔

10. روزہ کی اضافت اللہ کی طرف عظمت کیلئے ہے جیسا کہ بیت اللہ کی اضافت محض تعظیم و تشریف کے لئے ہے، ورنہ سارے گھر اللہ ہی کے ہیں۔

11. صبر جزا کی حد نہیں ہے، اس لئے رمضان کے روزوں کی جزا کو بے حد قرار دیتے ہوئے اللہ تعالٰی نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا کہ اس کی جزا میں ہوں۔

شیطانوں کے جکڑے جانے کا مفہوم

امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں کس دیا جاتا ہے

رمضان المبارک کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ انسان کے ازلی دشمن کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب شیطانوں کو زنجیروں میں کس دیا جاتا ہے تو پھر برائی ختم کیوں نہیں ہوتی؟ گناہ تو لوگوں سے اس ماہ مقدس میں بھی سرزد ہوتے ہیں۔ علماء کرام نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں شیطانوں سے مراد شیطان کے سردار ہیں جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں مذکور ہے سلسلت مردۃ

[1] صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ

الشیطاین (شیطانوں کے سردار کو جکڑ دیا جاتا ہے)۔اس کا مطلب یہ ہو گا کہ بڑے شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے لیکن ان کے چیلے چانٹے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔

قطع نظر اس سے کہ آیا تمام شیطانوں کو جکڑا جاتا ہے یا صرف ان کے سرداروں کو، جو بات اصل توجہ طلب ہے وہ یہ ہے کہ انسان کے گناہ کرنا شیطان پر ہی منحصر نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَٰنِ كَانَ ضَعِيفًا[1]

بیشک شیطان کا داؤ کمزور ہے

انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہے، جس کی وجہ سے ابلیس گمراہ اور مردود ہوا۔ تو اس ماہ میں انسان جو گناہ کرتا ہے وہ پورے کا پورا اس کے نفس ہی کا عمل ہے، اس میں شیطان کو قصور دینا بھی ممکن نہیں رہتا۔

[1] النساء، 4:76

رمضان المبارک میں معمولاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رمضان المبارک کے ماہِ سعید میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولاتِ عبادت وریاضت میں عام دنوں کی نسبت کافی اضافہ ہو جاتا۔ اس مہینے میں اللہ تعالی کی خشیت اور محبت اپنے عروج پر ہوتی۔ اسی شوق اور محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتوں کے قیام کو بھی بڑھا دیتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انہیں معمولات کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہم بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ پر عمل کر کے اس مہینے کی برکتوں اور سعادتوں کو لوٹ سکیں۔

اجمالی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات رمضان المبارک کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

1. **صیامِ رمضان:** اس سے مراد ماہ رمضان کے دوران اپنے اوپر روزوں کی پابندی کو لازم ٹھہرالینا ہے۔
2. **قیامِ رمضان:** رمضان المبارک کی راتوں میں نماز تراویح، تسبیح و تہلیل اور کثرت سے ذکر و فکر میں مشغول رہنا۔
3. **ختم قرآن:** دورانِ ماہ رمضان المبارک مکمل قرآن پاک کی تلاوت کا معمول۔

4. **اعتکاف**: رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے ایام بانیت اعتکاف مسجد میں بیٹھنا۔

5. **نمازِ تہجد**: سال کے بقیہ مہینوں کی نسبت رمضان المبارک میں نماز تہجد کی ادائیگی میں زیادہ انہماک اور ذوق وشوق کا مظاہرہ۔

6. **صدقہ و خیرات**: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مہینے میں عام مہینوں کی نسبت صدقہ و خیرات بھی کثرت سے کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صیامِ رمضان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک سے اتنی زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے کہ اس کے پانے کی دعا اکثر کیا کرتے تھے۔اور رمضان المبارک کا اہتمام ماہ شعبان میں ہی روزوں کی کثرت کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ رجب کے آغاز کے ساتھ ہی یہ دعا اکثر فرمایا کرتے تھے۔

عن انس بن مالك قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا دخل رجب قال: اللهم بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان[1]

[1] المعجم الاوسط، 4: 558، رقم حدیث: 3951 مسند احمد بن حنبل، 1: 259

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان بابرکت بنادے اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر خصوصی دعا فرمایا کرتے تھے۔

كان اذا راى هلال رمضان قال: هلال رشد و خير، هلال رشد و خير امنت بالذى خلقك[1]

ترجمہ: جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کا چاند دیکھتے تو فرماتے: یہ چاند خیر و برکت کا ہے، یہ چاند خیر و برکت کا ہے۔ میں اس ذات پر ایمان رکھتا ہوں جس نے تجھے پیدا فرمایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مبارک مہینے کا خوش آمدید کہہ کر اس کا استقبال کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوالیہ انداز کے ذریعے

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ، 10: 400، رقم حدیث: 9798 المعجم الاوسط، 1: 212، رقم حدیث: 313

صحابہ کرام سے رمضان المبارک کے استقبال کے بارے میں پوچھ کر اس مہینے کی برکت کو مزید واضح کیا۔

رمضان شریف کی آمد اور حضور ﷺ کا خطبہ استقبالیہ

وعن سلمان الفارسي قال: خَطَبَنا رسولُ اللهِ۔ صلّى اللهُ عليهِ وسلَّم۔ فی آخِرِ یومٍ من شعبانَ فقال: یا أَیُّها الناسُ! قد أَظَلَّکم شهرٌ عظيمٌ، شهرٌ مبارَكٌ، شهرٌ فيه ليلةٌ خيرٌ من ألفِ شَهرٍ، جعل اللهُ صيامَه فريضةً، وقيامَ ليلِه تَطوُّعًا، من تَقَرَّبَ فيه بخَصْلَةٍ من الخيرِ؛ كان كَمَنْ أَدَّى فريضةً فيما سواه، ومن أَدَّى فريضةً فيه؛ كان كَمَنْ أَدَّى سبعين فريضةً فيما سواه، وهو شهرُ الصبرِ۔ والصبرُ ثوابُه الجنةُ۔، وشهرُ المُوَاساةِ، وشهرٌ يُزادُ فيه رِزْقُ المؤمنِ، من فطَّرَ فيه صائمًا؛ كان له مغفرةٌ لذنوبِهِ، وعِتْقُ رقبتِهِ من النارِ، وكان له مِثْلُ أجرِهِ من غيرِ أن يَنْتَقِصَ من أجرِهِ شيءٌ، قلنا: يا رسولَ اللهِ! ليس كُلُّنا نَجِدُ ما نُفَطِّرُ به الصائمَ، ! فقال رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم: يُعطِي اللهُ هذا الثوابَ من فَطَّرَ صائمًا على مَذْقَةِ لَبَنٍ، أو تمرةٍ، أو شَرْبَةٍ من ماءٍ، ومن أَشْبَعَ صائمًا؛ سَقَاهُ اللهُ من حَوْضِي شَرْبَةً لا يَظْمَأُ حتى يدخلَ الجنةَ؛ وهو شهرٌ أولُهُ رحمةٌ، وأوسطُه

مغفرۃٌ، وآخرُہُ عِتقٌ من النارِ، ومن خَفَّفَ عن مَملُوکِہِ فیہ؛ غفرَ اللّٰہُ لہ وأعتقہ من النارِ[1]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم الشان اور مبارک مہینہ سایہ افگن ہوا چاہتا ہے۔ اس مہینہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اسکی راتوں میں قیام کو ثواب کی چیز بنادیا ہے۔ اس مہینہ میں نفلی عمل فرض کے برابر اور ایک فرض کی ادائیگی ستر فرضوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخوای کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں مؤمن کے رزق میں اضافہ کردیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا باعث بن جاتا ہے اور اسکی جہنم سے آزادی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے برابر اسے ثواب بھی ملیگا اور اسکے ثواب میں کوئی کمی نہیں کیجائیگی۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ہم

---

[1] البیہقی

میں سے ہر شخص روزہ دار کو افطار کرانیکی گنجائش نہیں رکھتا! (تو کیا غریب لوگ اس ثواب سے محروم رہیں گے!؟) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ کھجور کے ایک دانے، دودھ کے ایک گھونٹ یا صرف پانی پلا کر روزہ افطار کرانے پر بھی عنایت فرما دیتے ہیں! اور اگر کسی شخص نے روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلا دیا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ وہ اس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس محسوس نہیں کریگا۔ اس مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے جو شخص اپنے غلام کی ذمہ داریوں میں تخفیف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرما کر اسے جہنم سے آزدی عطاء فرما دیں گے۔

جب رمضان المبارک ک مہینہ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام سے دریافت کرتے:

ماتستقیلون، ماذا یستقبلکم (ثلاث مرات)[1]

[1] الترغیب والترہیب، 2: 105

ترجمہ: تم کس کا استقبال کر رہے ہو اور تمہارا کون استقبال کر رہا ہے۔(یہ الفاظ آپ نے تین دفعہ فرمائے)

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کوئی وحی اترنے والی ہے یا کسی دشمن سے جنگ ہونے والی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ یغفر فی اول لیلۃ من شھر رمضان اھل لکل ھذہ القبلۃ[1]

ترجمہ: تم رمضان کا استقبال کر رہے ہو جس کی پہلی رات تمام اہل قبلہ کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان میں کثرت کے ساتھ روزے رکھ کر ماہ رمضان کی تیاری اور استقبال کیا کرتے تھے۔

---

[1] الترغیب والترھیب، 2:105

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها، قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صلی الله علیه وآله وسلم، يَصُومُ مِنْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ. (وَفِي رِوَايَةٍ): كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان سے زیادہ روزے کسی مہینے میں نہیں رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کا سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند دن چھوڑ کر شعبان کا سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔

اکثر اوقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کے روزوں کو رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیتے تھے۔

عن عائشة وام سلمة قالتا: ما كان النبی صلی الله علیه وآله وسلم يصوم شهرا سوى رمضان الا شعبان فانه كان يصله برمضان[2]

---

[1] سنن النسائی،1: 306، کتاب الصیام، رقم حدیث: 2179المعجم الاوسط، 2: 460، رقم حدیث: 1794المعجم الاوسط، 9: 110، رقم حدیث: 8228مجمع الزوائد، 3: 192

[2] المعجم الکبیر، 23: 256، رقم حدیث: 529-527

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے علاوہ صرف شعبان میں ہی پورے ماہ کے روزے رکھا کرتے تھا، اس لئے کہ یہ رمضان کے ساتھ متصل ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

عن ام سلمة قالت: ما رایت رسول الله صلى الله علیه و آله و سلم یصوم شهرین متتابعین الا انه کان یصل شعبان برمضان[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے علاوہ صرف شعبان میں ہی پورے ماہ کے روزے رکھا کرتے تھا اس لئے کہ یہ رمضان کے ساتھ متصل ہے۔

رمضان المبارک میں پابندی کے ساتھ سحری وافطاری بے شمار فوائد اور فیوض و برکات کی حامل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالالتزام روزے کا آغاز سحری کے کھانے سے فرمایا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] سنن النسائی، کتاب الصوم، رقم حدیث: 2175، مسند احمد بن حنبل، 6: 300

عن انس قال قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تسحروا فان فی السحور برکة[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

اس ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب اور مسلمانوں کے روزے کے درمیان فرق کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فصل ما بین صیامنا و صیام اھل الکتٰب اکلة السحر[2]

ترجمہ: حضرت ابو قیس نے حضرت عمرو بن العاص سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب برکة السحور من غیر ایجاب، رقم حدیث: 1823

[2] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور، رقم حدیث: 1096

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن ابی سعید الخدری قال قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

السحور کلہ برکۃ فلا تدعوہ[1]

ترجمہ: سحری سراپا برکت ہے اسے ترک نہ کیا کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ سحری کرنے والے پر اللہ کی رحمتیں ہوتی ہیں۔

فان اللہ و ملائکتہ یصلون علی المستحرین[2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر اپنی رحمتیں نازل کرتے ہیں۔

روزے میں سحری کو بلاشبہ بہت اہم مقام حاصل ہے۔ روحانی فیوض و برکات سے قطع نظر سحری دن میں روزے کی تقویت کا باعث بنتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو تلقین فرمائی ہے کہ سحری ضرور کھایا کرو، خواہ وہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ سحری آخری وقت میں تناول فرمایا

---

[1] مسند احمد بن حنبل، 3: 12

[2] مسند احمد بن حنبل، 3: 12

کرتے تھے۔ گویا سحری کا آخری لمحات میں کھانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

برکت سے مراد اجر عظیم ہے کیونکہ اس سے ایک تو سنت ادا ہوتی ہے اور دوسرا روزہ کے لئے قوت وطاقت مہیا ہوتی ہے۔

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں برکت سے مراد دوسرے دن کے روزے کی قوت حاصل کرنا ہے۔

حدیث مبارکہ میں بھی اس فائدے کا ذکر ملتا ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: استعينوا بطعام السحر على صيام النهار وبقيلولة النهار على قيام الليل[1]

ترجمہ: دن کو قیلولہ کرکے رات کی نماز کے لئے مدد حاصل کرو اور سحری کھا کر دن کے روزے کی قوت حاصل کرو۔

برکت سے مراد ثواب واجر کی زیادتی ہے، کیونکہ سحری کھانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء في السحو، رقم حديث: 1693

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سحری میں برکت کے فوائد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

و اما البرکۃ التی فیہ فظاھرۃ لانہ یقوی علی الصیام و ینشط لہ و تحصل بسببہ الرغبۃ فی الازدیاد من الصیام و قیل لانہ یتضمن الاستیقاظ والذکر و الدعاء فی ذالك الوقت الشریف و قت تنزل الرحمۃ و قبول الدعاء و الاستغفار[1]

ترجمہ: سحری میں برکت کی وجوہات ظاہر ہیں جیسا کہ یہ روزے کو تقویت دیتی ہے اور اسے مضبوط کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے روزے میں زیادہ کام کرنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی تعلق رات کو جاگنے کے ساتھ ہے اور یہ وقت ذکر اور دعا کا ہوتا ہے جس میں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور دعا اور استغفار کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

سحری کرنے میں تاخیر اور افطاری کرنے میں جلدی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندگی بھر معمول رہا۔ جس کے راوی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں:

---

[1] شرح صحیح مسلم للامام النووی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے۔

اسی طرح دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا سمع النداء احدکم و الاناء علی یدہ فلا یضعہ حتی یقضی حاجتہ منہ[2]

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اپنی ضرورت پوری کئے بغیر اسے نہ رکھے۔

حدیث قدسی ہے کہ:

قال اللہ تعالی احب عبادی الی اعجلھم فطرا[3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور، رمق حدیث: 1098، جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی تعجیل الإفطار، رقم حدیث: 700

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، رقم حدیث: 2350

[3] جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی تعجیل الإفطار، رقم حدیث: 700

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں مجھے پیارے وہ ہیں جو افطار میں جلدی کریں۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اس امت کے لوگوں میں یہ دونوں باتیں (یعنی افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرنا) رہیں گی تو اس وقت تک سنت کی پابندی کے باعث اور حدود شرع کی نگرانی کی وجہ سے خیریت اور بھلائی پر قائم رہیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سحری تناول فرمانے میں تاخیر کرتے یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کرتے تھے۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال: رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم امرنا ان تعجل افطارنا نوخر سحورنا[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے روزہ جلدی افطار کرنے اور سحری میں تاخیر کا حکم دیا گیا ہے۔

[1] السنن الکبریٰ، 4: 238

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن سهل بن سعد رضی الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لاتزال امتی علی سنتی مالم تنتظر یفطرها النجوم[1]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میری سنت پر اس وقت تک برابر قائم رہے گی، جب تک کہ وہ روزہ افطار کرنے کے لئے ستاروں کا انتظار نہ کرنے لگے گی۔

آپ کا یہ عمل یہودیوں کے برعکس تھا، جن کے ہاں سحری کرنے کا کوئی تصور نہیں تھا اور وہ افطاری کرنے کے معاملے میں آسمان پر ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول بھی یہی تھا کہ وہ آفتاب غروب ہوتے ہی افطاری سے فارغ ہو جاتے تھے۔

حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سحری کھانے کی برکت کئی طرح سے حاصل ہوتی ہے، مثلاً اتباع سنت، یہود و نصاریٰ کی مخالفت، عبادت پر قوت حاصل

[1] موارد الضمان، 891

کرنا، آمادگی عمل کی زیادتی، بھوک کے باعث جو بدخلقی پیدا ہوتی ہے، اسکی مدافعت سحری میں کئی حقدار واور محتاجوں کو شریک کرلینا، جواس وقت میسر آجاتے ہیں۔

علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزے کا مقصد چونکہ پیٹ اور شرم گاہ کی خواہشات کو توڑنا اور درجہ اعتدال میں لانا ہے۔ لیکن اگر آدمی اتنا کھا جائے کہ جس سے روزے کے مقاصد پورے نہ ہوں، بلکہ ختم ہی ہو کر رہ جائیں۔ اور یہ روزہ کی روح کے خلاف ہے۔ جبکہ عیش پسند لوگ ایسا کرتے ہیں کہ دن بھر کی کسر شام کو اور رات بھر کی کسر سحری کو نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات کھجوروں سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے۔ اگر وہ میسر نہ ہوتیں تو پانی سے افطار فرمالیتے تھے۔ حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا افطر احکم فلیفطر علی تمر فانہ برکۃ فان لم یجد فلیفطر علی ماءٍ فانہ طھور[1]

[1] جامع الترمذی، کتاب الزکوۃ، رقم حدیث: 658

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو اسے چاہئے کہ کھجور سے کرے کیونکہ اس میں برکت ہے اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے کیونکہ پانی پاک ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کو بہترین سحری قرار دیا:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم: نعم سحور المومن التمر[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

ہمارے ہاں اکثر و بیشتر افطاری کے وقت عجیب مضحکہ خیز صورت نظر آتی ہے۔ یہ ہماری مجلسی زندگی کا خاصہ ہے، جو الا ماشاء اللہ افراتفری، بدنظمی اور ذہنی انتشار کی آئینہ دار ہے۔ اس کی ایک جھلک افطاری کے وقت بھی نظر آتی ہے۔ ادھر مغرب کی اذان بلند ہوئی، اس کے ساتھ ہی ایک ہنگامہ شروع ہو گیا اور افطاری کے لئے بھاگم دوڑ مچ گئی۔ کوئی جلدی سے کھانے کی طرف لپک رہا ہے اور کلی کر کے مسجد کی طرف بھاگ رہا ہے۔ موذن کے اذان سے فارغ ہونے کے فوراً بعد مغرب کی نماز کھڑی ہو گئی۔ اس افراتفری

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الصوم، باب من سمی السحور الغداء، رقم حدیث: 2345

میں افطاری کرنے والوں میں سے کسی کو دوسری اور کسی کو آخری رکعت میں جماعت ملی۔ بد نظمی اور عدم توازن پر مبنی یہ صورت حال ہماری کج فہمی کی پیداوار ہے، ہم اپنی لاعلمی کی بناپر نماز مغرب میں غیر ضروری عجلت کو روا گردانتے ہیں، حالانکہ نماز کا وقت اتنا تنگ بھی نہیں، جتنا ہم سمجھ بیٹھے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم دس پندرہ منٹ افطاری کے لئے دیں اور پھر اطمینان اور یکسوئی سے نماز مغرب باجماعت ادا کریں۔ اتنا وقفہ کرنے سے نماز مکروہ نہیں ہو گی۔ فقہی اعتبار سے نماز مغرب کا وقت گرما و سرما کے موسموں کے تفاوت کے پیش نظر سوا گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے تک رہتا ہے۔ یہ اس کی آخری حد ہے اور اس کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، لہذا مناسب اور احسن بات یہی ہے کہ چند منٹوں کے توقف کے بعد نماز مغرب کی جماعت کا اہتمام کیا جائے، تاکہ سب مسلمان آسانی سے شاملِ جماعت ہو سکیں۔

اسلام اعتدال اور توازن کی راہ پر چلنے کی تلقین کرتا ہے اور وہ معاملات و عبادات میں افراط و تفریط کی روش اختیار کرنے کو بنظرِ استحسان نہیں دیکھتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اسی راہ پر عمل پیرا ہونے کی تعلیم فرمائی ہے۔ روایت میں ہے کہ ایک دفعہ چند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جن میں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی تھے، صائم الدہر اور قائم الیل رہنے پر متفق ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرو کو طلب فرمایا، جو مکالمہ ہوا وہ انہی صحابی سے مروی حدیث پاک میں ملاحظہ فرمایئے:

قال لی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یا عبد الله ألم أخبر انك تصوم الدهر و تقوم الليل فقلت بلى يا نبى الله صلى الله علیه و آله وسلم قال فلا تفعلن نم و قم و صم و افطر فان لجسدك عليك حقاً و ان لعينك عليك حقاً و لضيفك عليك حقاً و ان لزورك عليك حقا لا صام من صام الدهر، صوم ثلاثة ايام من كل شهر صوم الدهر كله، صم كل شهر ثلاثة ايام[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلب کیا اور فرمایا: اے عبداللہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایسا ہی ہے)۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو (رات کو) قیام بھی کرو اور سوؤ بھی اس لئے کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النھی عن صوم الدھر، رقم حدیث: 182

تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمانوں کا بھی تم پر حق ہے، جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس نے (کوئی) روزہ نہیں رکھا، ہر ماہ کے تین روزے ہمیشہ کے روزوں کا ثواب رکھتے ہیں، اسلئے بہتر ہے کہ تم ہر ماہ میں تین روزے رکھو۔

ایک اور حدیث مبارکہ جسے حضرت ابن قیسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کیا، اسی مضمون پر دلالت کرتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایامِ بیض یعنی چاند کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے رکھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا:

من صام من كل شهر ثلاثة ايام فذلك الدهر[1]

ترجمہ: جس نے ہر ماہ تین روزے رکھے، ایسا ہی ہے، جیسے وہ زندگی بھر روزے رکھنے والا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ حکمت آموز ارشادات عبادت میں میانہ روی اور اعتدال کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کا لب لباب یہ ہے کہ سب سے بہتر اور

[1] جامع الترمذی، کتاب الصوم، رقم حدیث: 762

افضل عمل وہ ہے 'جو خواہ مقدار میں تھوڑا ہی ہو' لیکن اسے پابندی وقت اور محافظت و مداومت کے ساتھ جاری رکھا جاسکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

احب الامر الی اللہ ما دام علیہ صاحبہ، و ان اقل[1]

ترجمہ: اللہ تعالی کی بارگاہ میں سب سے اچھا عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ قلیل ہو۔

اسلام دین فطرت ہونے کے ناطے زندگی کے ہر معاملے میں نظم و ضبط ،پابندی وقت 'اور باقاعدگی پر زور دیتا ہے' لیکن ہم نے اپنی کوتاہ نظری سے ان تصورات کو مغرب سے آئی ہوئی چیز سمجھ رکھا ہے' حالانکہ وہ اسلامی تعلیمات کا جزوِ لاینفک ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے دنیاوی اور دینی معاملات کو انہی تصورات کے سانچے میں ڈھالیں اور افراط و تفریط سے نجات حاصل کر کے دنیوی و اخروی کامیابیوں اور کامرانیوں سے بہرہ ور ہوں۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صیام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غیر رمضان، رقم حدیث: 782

رسول اللہ ﷺ کے قیامِ رمضان کا اہتمام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا مبارک معمول رمضان کی راتوں میں تواتر و کثرت کے ساتھ کھڑے رہنے اور نماز، تسبیح و تہلیل اور ذکر الٰہی میں محویت سے عبارت ہے۔ نماز کی اجتماعی صورت جو ہمیں تراویح میں دکھائی دیتی ہے، اسی معمول کا حصہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک میں قیام کرنے کی فضیلت کے باب میں ارشاد فرمایا:

فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ[1]

ترجمہ: جس نے ایمان و احتساب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جاتا ہے، جس دن وہ بطنِ مادر سے پیدا ہوتے وقت بے گناہ تھا۔

اس ارشاد گرامی کی رو سے روزے کے آداب کی بجا آوری اور اس میں عبادت اور ذکر الٰہی کے لئے کھڑے رہنے سے انسان کے گناہ بارگاہ ایزدی کے عفو و کرم سے اس طرح مٹا دیئے جاتے ہیں، گویا وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ رات کے قیام کے لئے جو

---

[1] سنن نسائی، کتاب الصیام، رقم حدیث: 2208

محبوب عمل سنت نبوی سے ثابت ہے نماز تراویح ہے جس میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فَإِذَا أُنَاسٌ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّوْنَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا هَؤُلَاءِ؟ فَقِيْلَ: هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي وَهُمْ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: أَصَابُوْا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوْا

وفی روایۃ للبیهقی: قَالَ: قَدْ أَحْسَنُوْا أَوْ قَدْ أَصَابُوْا وَلَمْ يَكْرَهْ ذَلِكَ لَهُمْ[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حجرہ مبارک سے) باہر تشریف لائے تو (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ) رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن پاک یاد نہیں۔ حضرت ابی بن کعب نماز پڑھتے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے درست کیا اور کتنا ہی اچھا عمل ہے جو انہوں نے کیا۔

[1] أبوداود فی السنن، کتاب الصلاۃ، باب فی قیام شهر رمضان

اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے کتنا احسن اقدام یا کتنا اچھا عمل کیا اور ان کے اس عمل کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپسند نہیں فرمایا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ: اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ، مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ، وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ. قَالَ: فَيُشَفَّعَانِ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے لیے قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے کھانے پینے اور خواہشِ نفس سے روکے رکھا لہٰذا اس کے لیے میری شفاعت قبول فرما اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے رات کے وقت نیند سے روکے رکھا (اور قیام اللیل میں مجھے پڑھتا یا سنتا رہا) لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔

[1] أحمد بن حنبل في المسند، 2/174، الرقم: 6626، والحاكم في المستدرك، 1/740، الرقم: 2036، والبيهقي في شعب الإيمان، 2/346، الرقم: 1994،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔

اِس حدیث کو امام احمد، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا ہے، نیز امام حاکم نے اسے مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ الطَّائِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ يُرَدِّدُ هَذِهِ الْآيَةَ: فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ[1]۔[2]

ترجمہ: حضرت سعید بن عبید الطائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ماہِ رمضان میں نماز میں ان کی امامت کر رہے تھے اور یہ آیت دہرا رہے تھے: ”تو وہ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے۔ جب اُن کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی، وہ گھسیٹے جا رہے ہوں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں، پھر آگ میں (ایندھن کے طور پر) جھونک دیے جائیں گے۔

---

[1] الغافر، 71

[2] ابن أبي شيبة في المصنف، 2/ 224، الرقم: 8369، والنووي في التبيان، 1/ 90، وأبو عبيد في فضائل القرآن، 1/ 68-69

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رضی الله عنه قَالَ: دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً، قَالَ: وَكَانَ عَلِيٌّ يُوتِرُ بِهِمْ. وَرُوِيَ ذٰلِكَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ عَلِيٍّ رضی الله عنه[1]

ترجمہ: حضرت ابو عبدالرحمن سلمی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دیگر سند سے بھی مروی ہے۔ اِسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

نمازِ تراویح

نماز تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا نصِ حدیث سے ثابت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز تراویح مسجد میں باجماعت اور انفرادی طور پر گھر میں بھی ادا فرمائی۔ اس کا باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ کے ذیل میں آتا ہے۔ بصورت دیگر موجودہ نماز تراویح خلفائے راشدین کی سنت بھی ہے، جس نے اجماعِ امت کا درجہ اختیار کر لیا ہے۔

[1] البیہقی فی السنن الکبری، 2/ 496، الرقم: 4396، والمبارکفوری فی تحفة الأحوذی، 3/ 444

تراویح کا لغوی مفہوم

تراویح کا لفظ ''ترویحہ'' کی جمع ہے جس کا مادہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق راحت ہے۔ اگر تراویح کو راحت و آرام کے معنوں میں لیا جائے تو اس سے مراد وہ نماز ہو گی جسے آرام واطمینان اور سکون سے ادا کیا جائے۔

لفظ تراویح کے ان لغوی معنی پر غور کر کے اگر ہم آج اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں تو ہماری نماز تراویح کی ادائیگی کی صورت کچھ اس طرح نظر آئے گی، گویا کوئی دشمن اپنی کمین گاہ سے ہم پر حملہ کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہو اور اہم انتہائی عجلت میں نماز تراویح سے فراغت حاصل کر کے اپنے گھروں کے عافیت کدوں کی طرف نیند کے دامن میں سب دوچار ہوتے ہیں۔ ہمارا یہ وطیرہ نماز تراویح کے معنوں سے ہر گز موافقت نہیں رکھتا۔

عربی لغت میں تراویح منتہی الجموع ہے جس سے بڑھ کر کوئی جمع نہیں ہوتی اور اس کا واحد ترویحہ ہے، جس سے مراد وہ وقفہ ہے جو چار رکعت ادا کرنے کے بعد تسبیح اور ذکر کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس طرح بیس رکعت تراویح میں چار ترویحے ہوتے ہیں۔ اگر بیس رکعت کے بعد وتر کی نماز سے پہلے توقف کیا جائے تو کل پانچ ترویحے بنتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار

ترویحے نماز کے اندر اور پانچواں ترویحہ وتروں سے پہلے ادا فرمایا کرتے تھے۔ ترویحے خواہ چار ہوں یا پانچ ان کا مقصد یہ ہے کہ روزے دار اس طرح بالا ہتمام زیادہ سے زیادہ قیام اور عبادت ذوق و شوق سے کر سکیں اور رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے متمتع ہو سکیں۔

رمضان المبارک میں قیام کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جتنا قیام تنہا اس مہینے کیا جاتا ہے' وہ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں نہیں ہوتا۔ اسی مناسبت سے اسے قیامِ رمضان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ منشاء ایزدی اس سے یہ ہے کہ بندہ رمضان المبارک میں راتوں کی زیادہ سے زیادہ ساعتیں اس کے حضور عبادت اور ذکر و فکر میں گزارے اور اس کی رضا کا سامان مہیا کرے۔ قیامِ رمضان کا تقاضا ذکر و استغفار کی کثرت اور ذوق و شوق سے عبادت اور یادِ الٰہی میں انہماک و استغراق ہے۔ رمضان المبارک کی رات کی ہر ساعت اتنی فضیلت اور قدر و منزلت کی حامل ہے کہ ہمارے لئے اس کا اندازہ کرنا محال ہے۔

رمضان المبارک کی یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ ترویحہ میں خاموشی سے بیٹھنا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ مقامِ تاسف ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دینی معاملات و عبادات میں ہمارا شغف اور جوش وولولہ مضمحل اور کمزور پڑتا جارہا ہے۔ ایک وقت تھا کہ

لوگ دور دراز سے بڑی جامع مسجد میں جوق در جوق نماز تراویح کے لئے چلے آتے تھے اور ان کا ذوق و شوق دیدنی ہوتا تھا، لیکن آج ہمارے قدم بادلِ نخواستہ مسجد کی طرف اٹھتے ہیں اور ہمارے ذہن میں یہ رجحان غالب ہوتا ہے کہ نماز تراویح سے فارغ ہوتے ہی جلد از جلد اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ نماز تراویح محض ایک رسم بن کر رہ گئی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر اپنا محاسبہ کریں اور تراویح کے دوران زیادہ سے زیادہ تسبیح، ذکر و استغفار اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درود و سلام بھیجیں اور خشوع و خضوع سے بارگاہ خداوندی میں اپنی گردن جھکا کر صدقِ دل سے گناہوں کی معافی مانگیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ختم قرآن کا معمول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صلی الله علیه و آله وسلم الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ[1]

---

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب فضائل القرآن باب کان جبرئیل یعرض القرآن علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم، وأبو داود فی السنن، کتاب الصوم، باب أین یکون الاعتکاف، وابن ماجه فی السنن، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الاعتکاف

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام سال میں ایک دفعہ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے، لیکن جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اس سال دو مرتبہ دور کیا۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال دس روز اعتکاف فرمایا کرتے لیکن جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اس سال بیس روز اعتکاف فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی الله علیه و آله وسلم أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه و آله وسلم الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ[1]

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب الصوم، باب أجود ما کان النبی صلی الله علیه و آله وسلم یکون فی رمضان، ومسلم فی الصحیح، کتاب الفضائل، باب کان النبی صلی الله علیه و آله وسلم أجود الناس بالخیر من الریح المرسلة

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیرات کرنے میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک کے مہینے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریائے سخاوت کے اندر طغیانی آجاتی، حضرت جبرائیل علیہ السلام ماہِ رمضان المبارک کی ہر رات آخر ماہ تک حاضر خدمت ہوتے رہتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوتے تو آپ صدقہ و خیرات کرنے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه و آله وسلم: مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَبْكِيْنَ؟ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبُ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ، فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ للهِ صلى الله عليه و آله وسلم، حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه و آله وسلم فَسَأَلْتُهَا، فَقَالَتْ: أَسَرَّ إِلَيَّ: إِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِيَ

الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي، وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي. فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: أَمَا تَرْضَيْنَ، أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا تشریف لائیں اور ان کا چلنا ہو بہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے جیسا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لختِ جگر کو خوش آمدید کہا اور اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا، پھر چپکے سے ان سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے کوئی بات چپکے سے کہی تو وہ ہنس پڑیں۔ پس میں نے کہا کہ آج کی طرح میں نے خوشی کو غم کے اتنے نزدیک کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے (حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے) پوچھا: آپ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کر سکتی۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

---

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام، مسلم فی الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وسلم کا وِصال ہو گیا تو میں نے ان سے (اُس بارے میں) پھر پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے یہ سرگوشی کی تھی کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن مجید کا ایک بار دَور کیا کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ دَور کیا ہے، میرا خیال یہی ہے کہ میرا وقت وصال آپہنچا ہے اور بے شک میرے گھر والوں میں سے تم ہو جو سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ اس بات نے مجھے رلا دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو یا تمام مسلمان عورتوں کی سردار ہو! تو اس بات پر میں ہنس پڑی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

صحیحین کی متفق علیہ حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر رمضان المبارک میں رات کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن پاک کا دور کرنے کے لئے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لاتے۔ جہاں باری باری ان دونوں ہستیوں میں سے ایک کلام پاک کی تلاوت کرتی تو دوسری سماعت فرماتی۔ یہ معمول ہر رمضان میں جاری رہا' یہاں تک کہ وصال مبارک سے پہلے آخری رمضان آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سابقہ معمول کے برعکس دو مرتبہ قرآن پاک کا دور جبرائیل

علیہ السلام کی معیت میں فرمایا۔ حفاظ وقرآء کرام کی کتنی خوش قسمتی ہے کہ وہ دوران تراویح ہر رمضان میں قرآت اور سماعت کا فریضہ ادا کر کے بیک وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبرائیل علیہ السلام کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

رمضان المبارک میں ختم قرآن کا معمول ائمہ وعلماء فقہ کی رائے میں

رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح میں کم از کم ایک بار قرآن ختم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ قرآن حکیم روزانہ کتنی مقدار میں پڑھا جائے؟ اس بارے میں ائمہ و علماء فقہ کے فتاویٰ موجود ہیں کہ نماز تراویح میں ایک بار قرآن سنایا جائے اور اس کی مقدار اتنی ہو کہ ہر شخص بغیر کسی دشواری کے نماز تراویح میں بطیبِ خاطر شریک ہو سکے۔

رمضان وقرآن میں گہرا باہمی ربط و تعلق پایا جاتا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ[1]

ترجمہ: رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے۔

---

[1] البقرۃ، 2:185

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دورانِ رمضان المبارک ایک بار ختمِ قرآن کا معمول تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو بھی اسی اعتدال پر چلنے کی تعلیم و تلقین فرمائی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ہر معاملے میں جس کا تعلق دینی امور سے ہو یا دنیوی امور سے اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم ارزانی فرمائی ہے۔ افراط و تفریط سے پاک طرز عمل اختیار کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کتنی اہمیت رکھتا ہے' اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو انتہائی دھیمی آواز میں اپنے معمول کے مطابق قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک گئے اور ان سے اتنی دھیمی آواز میں قرآن پڑھنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ وہ عرض کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ذات جس کی رضا اور خوشنودی مقصود ہے' سینے کے اندر دل کی دھڑکن کی آواز بھی سن لیتی ہے' اس لئے میں قرآت آہستہ اور دھیمی آواز میں کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دیرینہ یار غمگسار سے ارشاد فرمایا "اے ابو بکر تم اپنی آواز کو ذرا بلند کر لو۔" پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

گذر ایسے مقام سے ہوا، جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انتہائی بلند آواز میں تلاوت کلام پاک فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اتنی بلند آواز میں تلاوت کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ میں قرآن اس لئے بلند آواز سے پڑھتا ہوں تاکہ میری گونجدار آواز سے خوابِ غفلت میں مبتلا لوگ بیدار ہو جائیں اور ان کے کانوں میں دعوت حق کا آوازہ پڑ جائے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنی آواز ذرا پست کر لینے کی ہدایت فرمائی۔[1]

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اسلام دینِ وسط ہے، جو ہر معاملے میں غلو سے پاک اور متوسط ومتوازن طریق اور طرز عمل اختیار کرنے کا سبق دیتا ہے۔

رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمولِ تہجد

رمضان المبارک کے دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد کی ادائیگی کے بارے میں معمول مبارک یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد میں آٹھ رکعت ادا فرماتے، جس میں وتر شامل کر کے کل گیارہ رکعتیں بن جاتیں۔ تہجد کا یہی مسنون طریقہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہے۔

[1] المستدرک للحاکم، رقم حدیث: 1168

بعض بزرگانِ دین کی طرف تہجد کی بارہ رکعتیں منسوب کی جاتی ہیں اور ان کی ادائیگی کی صورت کچھ اس طرح ہوتی تھی کہ بعض پہلی رکعت میں بارہ مرتبہ سورۂ اخلاص شروع کرتے اور بتدریج کم کرتے جاتے' یہاں تک کہ آخری رکعت میں ایک بار سورہ اخلاص پر ختم کر دیتے۔ کوئی اس سے برعکس عمل شروع کر کے سورہ اخلاص کی تعداد بڑھاتا چلا جاتا۔ بہر حال کسی بھی طریقہ کو اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں' نماز ادا ہو جاتی ہے۔ ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ تہجد کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف طرز عمل کیوں اپنایا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کے معاملے میں سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس جس عمل کی تعلیم امت کو عطا فرمائی' اس میں سہولت اور آسانی کا پہلو مدنظر رکھا گیا ہے۔ تہجد میں رکعتوں کی کمی و بیشی کو وقت کی فراغت پر منحصر رکھا گیا ہے' اگر کسی کے پاس زیادہ وقت نہ ہو تو دوگانہ ادا کرے۔ وقت زیادہ ہونے کی صورت میں رکعتوں کی تعداد کو بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔ بہر حال تہجد کی ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین قبلکم[1]

[1] سنن الترمذی، کتاب الدعوات، رقم حدیث: 3549

ترجمہ: تم پر رات کا قیام (نماز تہجد) لازمی ہے کیونکہ تم سے قبل صالحین کا یہ عمل رہا ہے۔

نماز تہجد تمام نفلی نمازوں میں افضیلت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شرف المؤمن قیام اللیل، وعزہ استغناؤہ عن الناس[1]

ترجمہ: مومن کی بزرگی قیام اللیل میں ہے اور عزت لوگوں سے استغناء میں ہے۔

نماز تہجد میں مداومت اختیار کرنے سے بندہ اپنے رب کی نظر میں وہ مقام ومرتبہ حاصل کرلیتا ہے کہ اسے عزت ووقار اور شانِ استغناء نصیب ہوتی ہے، جس کے صلے میں اسے دنیا میں کسی کے آگے دستِ سوال دراز کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔ راتوں کی تنہائی میں خدا سے راز و نیاز اور اس کے آگے گڑگڑا کر تضرع وزاری کے ساتھ دعائیں مانگنے سے بندہ دنیا سے مستغنی ہو جاتا ہے اور کسی فرعون کو خاطر میں نہیں لاتا۔ رسول مکرم صلی اللہ

[1] رواہ الحاکم والبیہقی وحسنہ المنذری والألبانی

علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے شب زندہ دار اور نماز تہجد کی خاطر قیام اللیل کرنے والوں کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ' قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: أشرافُ أُمَّتی حملةُ القُرآنِ، وأصحابُ اللَّیلِ[1]

ترجمہ: میری امت کے برگزیدہ افراد وہ ہیں جو قرآن کو (اپنے سینوں میں) اٹھائے ہوئے ہیں اور شب بیداری کرنے والے ہیں۔

امت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ پاک باز اور قدسی صفاتِ مردانِ باخدا ہیں' جن کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیۡلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا[2]

ترجمہ: بیشک رات کا اٹھنا نفس کو سختی سے روندتا ہے اور (وقتِ دعا دل و زبان کی یکسانیت کے ساتھ) سیدھی بات نکلتی ہے۔

---

[1] شعب الایمان، رقم حدیث: 2703

[2] المزمل، 6

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ[1]

ترجمہ: ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کے خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں

ان نفوس قدسیہ کی راتیں یوں بسر ہوتی ہیں کہ ان کے پہلو شب کی خلوت میں بستروں سے الگ رہتے ہیں' جب دوسری خدائی خواب گراں کی لذتوں میں غلطاں ہوتی ہے' وہ اپنے رب کو منانے کے لئے اس کے حضور پیکر عجز و نیاز بنے گڑگڑا رہے ہوتے ہیں۔ موسم سرما کی ٹھنڈی راتوں میں نرم و گداز بستر کے آرام کو چھوڑ کر وہ اپنے نہاں خانہ دل کو ذکرِ الٰہی کے نور سے منور کرتے ہیں اور اس میں ایسی لذت و حلاوت پاتے ہیں' جو دنیا کے عیش و آرام اور آسائش و راحت میں نصیب نہیں ہو سکتی۔

رمضان المبارک کی راتوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء و تراویح ادا کرنے کے بعد سونے کے لئے تشریف لے

[1] السجدۃ:16

جاتے، پھر رات کے کسی حصے میں نماز تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو بشمول وتر گیارہ رکعتیں نماز کی ادا فرماتے۔

نماز تہجد کے لئے نماز عشاء کے بعد کچھ سونا شرط اور مسنون ہے، یہی عمل افضل و مستحب ہے، جو سنتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سنتِ صالحین سلف سے ثابت ہے، بغیر نیند کے نماز تہجد کا ادا کرنا مکروہ ہے۔

تہجد کا لغوی مفہوم

''تھجد'' کا لفظ عربی لغت میں ''ھجود'' سے مشتق ہے جس کے معنی رات کو سونے کے آتے ہیں۔ گویا تہجد وہ نماز ہے جو رات کے کسی حصے میں سونے کے بعد ادا کی جائے۔ اس کے لئے نیند کرنا شرط ہے، خواہ اس کا وقت تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ پس نیند کے بغیر جو نماز ادا کی جائے گی، وہ نوافل کے زمرے میں آئے گی، جس کا اپنا ثواب اور اجر ہے، لیکن اس نماز کو تہجد ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

نمازِ تہجد کے اوقات

نماز تہجد کے لئے رات کا کوئی حصہ مخصوص و متعین نہیں۔ نماز عشاء کے بعد نیند کے لئے بستر پر چلے جائیں، خواہ وہ پندرہ منٹ کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ پھر آپ اٹھ کر نماز تہجد

ادا کر سکتے ہیں۔ یہ خیال کہ تہجد صرف رات کے پچھلے حصے میں ہی ادا ہو سکتی ہے، کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من صلی رکعتین بعد عشاء الآخرۃ یقرأ بفاتحۃ الکتاب مرۃ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ بنی اللہ لہ قصرین فی الجنۃ اھل الجنۃ[1]

ترجمہ: جو شخص آخر عشاء کے بعد دو رکعت اس طرح ادا کرے کہ ایک مرتبہ فاتحہ الکتاب اور بیس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں دو محل بنائے گا، جن کا اہل جنت مشاہدہ کریں گے۔

یاد رہے کہ نماز تہجد کا وقت فجر تک رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین اور ان کے تتبع میں اکثر بزرگانِ دین کا یہ معمول تھا کہ وہ نماز

---

[1] الدار المنثور، 6: 415

عشاء کے بعد سوتے اور پھر نصف شب کے بعد آخری حصے میں اٹھتے تھے۔ بعض بزرگوں کا نصف شب کے پہلے حصے میں نماز تہجد کا معمول بھی رہا ہے۔

رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے اعتکاف کا معمول

رمضان المبارک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی باقاعدگی کے ساتھ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ زیادہ تر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے، کبھی کبھار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اور دوسرے عشرے میں بھی اعتکاف فرمایا۔ لیکن جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کر دیا گیا کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ آخری عشرے میں ہی اعتکاف فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے معمولِ اعتکاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

ان النبی کان یعتکف العشر الآواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ تعالیٰ[1]

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، رقم حدیث: 1922

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ آخری عشرہ کے علاوہ رمضان المبارک کے پہلے اور دوسرے عشرے میں بھی اعتکاف فرمایا۔

عن ابی سعید الخدری قال ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اعتکف العشر الاول من رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة علی سدتها حصیر قال: فاخذ الحصیر بیده فنحاها فی ناحیة القبة ثم اطلع راسه فکلم الناس فدنوا منه فقال: انی اعتکف العشر الاول التمس هذه اللیلة ثم اعتکف العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی: انها فی العشر الآواخر فمن احب منکم ان یعتکف فلیعتکف[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک کا پہلا عشرہ اعتکاف فرمایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درمیانی عشرہ اعتکاف فرمایا اور یہ اعتکاف ایسے ترکی

[1] صحیح لمسلم، کتاب الصیام، رقم حدیث: 1167

خیمہ میں تھا جس کے دروازے پر بطور پردہ چٹائی تھی جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک ہاتھ سے پکڑ کر خیمہ کی طرف ہٹایا اور پھر اپنا سر اقدس نکال کر صحابہ کرام کو اپنے قریب آنے کے لئے فرمایا جب وہ قریب آ گئے تو فرمایا جب وہ قریب آ گئے تو فرمایا میں نے لیلۃ القدر کی تلاش میں پہلا عشرہ اعتکاف کیا' پھر میں نے درمیانی عشرہ اعتکاف کیا' پھر مجھے بتایا گیا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو اعتکاف جاری رکھنا چاہتا ہے وہ اسے جاری رکھے۔

وصال مبارک کے سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس دن اعتکاف فرمایا:

عن ابی هریرة قال: کان النبی صلی الله علیه و آله وسلم یعتکف فی کل رمضان عشرة ایام، فلما کان العام الذی قبض فیه اعتکف عشرین یوماً[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال رمضان المبارک میں دس دن تک اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا اس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس دن تک معتکف رہے۔

[1] صحیح البخاری، کتاب اعتکاف، رقم حدیث: 1939

اعتکاف میں انسان دنیاوی معاملات سے علیحدگی اختیار کر کے خدا کی رضا کی تلاش میں گوشۂ تنہائی اختیار کرتا ہے۔ صوفیاء کرام اور اولیاء کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی میں چلہ کشی کے عمل کو اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ اس عمل کے ذریعے خدا کو راضی کر سکیں اور تزکیہ نفس کے مقام کو حاصل کر سکیں۔

روزہ کے ضروری احکام ومسائل

روزے کے متعلق چند ضروری اور اہم مسائل واحکامات قارئین کے استفادے کے لئے درج ذیل ہیں۔

شرائط وجوب

روزہ جن شرائط کے ساتھ فرض ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

1. مسلمان ہونا
2. عاقل ہونا
3. بالغ ہونا
4. تندرست ہونا
5. مقیم ہونا
6. عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا

دوسرے لفظوں میں کافر، پاگل یا مجنون، بچے، بیمار، مسافر اور حائضہ پر روزہ فرض نہیں، تاآنکہ پاگل عقل مند، بچہ بالغ، بیمار صحتمند، مسافر مقیم اور حائضہ حالت پاکیزگی میں آ جائے۔

شرائطِ وجوبِ ادا

متذکرہ بالا صورتوں میں تین وجوہات ایسی ہیں جن کے رفع ہونے پر روزے کی قضا رمضان کے بعد واجب ہو گی۔

1. عدمِ ادائیگی کی صورت میں ساری زندگی اس پر روزہ واجب رہے گا۔
2. بیمار جب مکمل طور پر تندرست ہو جائے اور روزہ رکھنے کی استطاعت کا مالک ہو جائے۔
3. مسافر جب سفر سے واپس آجائے یا سفر کے بعد مقیم ہو جائے۔
4. عورت جب حیض ونفاس سے حالت طہر میں آجائے۔

روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر

جب مجبوریوں کے باعث شریعت نے رخصت دی ہے کہ اگر وہ چاہے تو روزہ رکھے، ورنہ مجبوری کے اختتام پر قضا روزوں کو ادا کرے۔ عام طور پر واقع ہونے والے چند عذر یہ ہیں:

مرض یا بھوک وپیاس کی شدت

کوئی شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جائے کہ روزہ رکھنے سے مرض کے بڑھ جانے کا

خطرہ ہو یا پھر بھوک پیاس کی وجہ سے جان جانے کا خطرہ ہو۔ ان صورتوں میں دیندار اور مسلمان ڈاکٹر کی رائے ہی زیادہ قابلِ اعتبار ہو گی۔

سفر

اس عذر کے لئے سفر کی مقدار وہی معتبر ہو گی، جس میں نماز کی قصر لازم آتی ہے۔ دورانِ سفر اگر روزہ باعث تکلیف نہ بنے تو روزہ رکھ لینا ہی افضل ہے۔

کمزور، لاغر اور بوڑھا ہونا

کوئی شخص کسی وجہ سے اتنا کمزور یا بڑھاپے کی وجہ سے بہت زیادہ لاغر ہو اور اسے دوبارہ طاقت آنے کی امید بھی نہ ہو تو اس کے لئے رخصت ہے کہ وہ ہر روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار میں فدیہ دیتا رہے یا کسی فقیر مسکین وغیرہ کو پیٹ بھر کر دو وقت کا کھانا کھلاتا رہے۔ معذور کو اس صورت میں یہ اختیار ہے کہ وہ یہ فدیہ شروع رمضان میں دے دے، ہر روز دیتا رہے یا آخر میں اکٹھا ادا کر دے۔

عورت کا حاملہ ہونا یا دودھ پلانا

رمضان المبارک میں کوئی عورت اگر حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے سے اسے یا بچے کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو تو وہ بھی روزہ قضا کر سکتی ہے۔

ان تمام صورتوں میں معذور عورت یا مرد کو چاہئے کہ وہ سر عام کھانے پینے سے پرہیز کریں، کیونکہ اس سے رمضان المبارک کا تقدس پامال ہوتا۔

روزے کے ارکان

روزے کی شرعی اور اصطلاحی تعریف سے ہی اس کے ارکان کا تعین ہو جاتا ہے یعنی:

1. نیتِ روزہ
2. امساک یعنی کھانے پینے سے پرہیز کرنا اور مباشرت سے رکے رہنا
3. سحری سے غروبِ آفتاب تک کے معین وقت کی پابندی

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ روزے کی صحت کے لئے نیت سب سے اولیت رکھتی ہے' ورنہ کھانے پینے سے محض رکے رہنے سے ہر گز روزہ نہیں ہو گا۔

کتبِ فقہ میں روزوں کی مختلف اقسام بیان ہوئی ہیں' جو حسب ذیل ہیں:

1. رمضان کا روزہ

2. نذر معین کا روزہ

3. نفلی روزہ

ان کی نیت رات سے کر لیں تو افضل ہے، ورنہ نصف النہار سے قبل نیت کر لینا بھی درست ہو گا، لیکن ان اقسام کے روزوں کے علاوہ نیت کا صبح صادق سے پہلے کرنا ضروری ہے، مثلاً کفارہ کے روزے، قضا کے روزے اور نذر غیر معین کے روزے۔

اگر نیت کے مسنون الفاظ دہرا لئے جائیں تو افضل ہے ورنہ اگر کوئی سحر کے وقت روزہ رکھنے کے لئے اٹھا اور کچھ کھا پی کر روزہ رکھ لیا تو یہی اس کی نیت ہے۔

جمہور ائمہ کے نزدیک ہر روزے کی الگ نیت ضروری ہے۔ البتہ امام اعظم کے نزدیک پورے رمضان المبارک میں پہلے روزے کو نیت کر لینا ہی کافی ہے بشرطیکہ پورے ماہ میں روزوں کا تسلسل قائم رہے۔

روزہ کی حالت میں محض روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جب تک کہ کچھ کھایا پیا نہ جائے۔ اگر کوئی شخص رات کو روزہ کی نیت کر کے بعد میں اس نیت سے رجوع بھی کر لے اور اگلے دن صبح سے شام تک کھائے پیئے بغیر رہا تو یہ اس کا روزہ نہیں ہے۔

نیت روزہ کے مسنون اور مختصر الفاظ یہ ہیں:

نویت بصوم غد للہ تعالی من شهر رمضان

ترجمہ: ماہِ رمضان کے روزے کی میں نیت کرتا ہوں۔

اگر رات کو نیت نہ کر سکے اور دن کو کرے تو یوں کہے:

نویت ان اصوم ھذا الیوم للہ تعالی من شھر رمضان

ترجمہ: میں ماہِ رمضان کے اس دن کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔

دن کو نیت کرنی پڑے تو ضروری ہے کہ اپنے آپ کو صبح صادق سے روزہ دار تصور کرے۔

سحری و افطاری کے احکام

- سحری کرنا یعنی صبح صادق سے قبل کچھ کھا پی لینا سنت ہے۔
- سحری کا وقت تو نصف شب کے بعد شروع ہو جاتا ہے مگر افضل ترین سحری آخری حصہ شب کی ہے۔
- سحری میں تاخیر افضل ہے تو افطاری میں جلدی کرنا سنت ہے
- افطاری میں بلاوجہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

○ افطاری میں عجلت سے مراد یہ نہیں کہ وقت سے پہلے ہی افطار کر لیا جائے اس پر احادیث میں سخت سزا کا ذکر آیا ہے۔

○ روزہ کھجور، چھوہارے یا پانی سے افطار کرنا سنت ہے

روزہ توڑنے والی چیزیں

○ عمداً کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' اگر بھول کر کھا پی لیا' جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

○ ہر قسم کی تمباکو نوشی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

○ دانتوں میں رکی ہوئی چنے کے برابر یا اس سے کم چیز نکال کر کھالی تو بھی روزہ جاتا رہا۔

○ نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا دوائی، تیل وغیرہ حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا، لیکن سادہ پانی اگر کان میں چلا گیا' اس سے کلی وغیرہ چاہے جتنی کثرت سے کر لیں، بشرطیکہ حلق کے اندر نہ جائے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

○ بلا قصد بھی اگر کلی کرتے ہوئے پانی حلق سے نیچے چلا گیا تو روزہ نہ رہا۔

○ قصداً منہ بھر کر قے کی تو روزہ ٹوٹ گیا، بلا اختیار اور بلا قصد قے ہو گئی تو (ا) اگر منہ بھر کر ہوئی اور کوئی قطرہ واپس حلق سے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا (ب) اگر منہ بھر کر نہیں ہوئی اور اس کے چند قطرے واپس چلے گئے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

○ خون تھوک کے ساتھ پیٹ میں چلا گیا اور خون تھوک پر غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا، ورنہ نہیں۔

○ کنکری، لوہے کا ٹکڑا یا کسی ایسی چیز کا کھا لینا جو عام طور پر نہیں کھائی جاتی تو بھی روزہ ٹوٹ گیا۔

○ منہ میں کوئی ایسی رنگین چیز رکھی جس سے تھوک پر اس چیز کا رنگ غالب آگیا اور وہ تھوک اس نے نگل لی تو روزہ جاتا رہا۔

○ ماہ رمضان میں اگر اتفاق سے کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی کچھ کھائے پیئے نہیں، بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے۔

روزہ کے مکروہات

مندرجہ ذیل امور روزہ کے مکروہات ہیں:

- جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ کرنا یا کسی کو تکلیف دینا۔
- روزہ دار کا کوئی چیز بلاوجہ زبان پر رکھ کر چبانا یا چبا کر اگل دینا وغیرہ۔
- قولاً یا عملاً جنسی رغبت اور شہوانی جذبات برانگیختہ کرنے والے امور۔
- روزہ کی حالت میں پانی چڑھانے یا کلی کرنے میں مبالغہ کرنا۔
- پیاس کی حالت میں پانی کے غرغرے کرنا، کیونکہ اس صورت سے روزہ ضائع ہونے کا قوی امکان ہے۔

علاوہ ازیں غسل کرنا، ٹھنڈا پانی سر پر ڈالنا، کلی کرنا، سادہ مسواک کرنا، سرمہ لگانا، بدن پر تیل ملنا، خوشبو لگانا یا سونگھنا مکروہات روزہ میں شمار نہیں ہوتے۔

روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ

کسی شرعی عذر کی وجہ سے رمضان کا روزہ یا کوئی دوسرا نفلی روزہ ٹوٹ گیا تو اس کی قضا لازم ہے، لیکن بلا عذر شرعی رمضان المبارک کا روزہ توڑنے پر قضا کے ساتھ کفارہ ادا

کرنا بھی ضروری ہے۔ رمضان المبارک کے ایک روزے کا بدل تو سال بھر کے روزے بھی نہیں بن سکتے، لیکن شریعت نے اس کی کم از کم مقدار یہ مقرر کی ہے کہ وہ شخص لگاتار دو ماہ یعنی ساٹھ ایام کے روزے رکھے۔ اس میں تسلسل شرط ہے یا پھر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے۔

اعتکاف

رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا سنتِ نبوی ہے۔ عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔[1]

آخری عشرہ:

اس عشرے میں اپنی تمام تر توانائی اس پہ خرچ کر دینی چاہیے کہ ہم سے ہمارا اللہ راضی ہو جائے اور ہماری کمیوں، کوتاہیوں اور خطاؤں سے درگزر فرمادے اور نیکیوں کے حصول میں اضافہ اور جذبۂ سبقت ہو۔ (رمضان میں) رسول اللہ ﷺ بھلائی میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔[2]

---

[1] صحیح البخاری: 2025، صحیح مسلم: 11171

[2] صحیح البخاری: 6، صحیح مسلم: 2308

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب (آخری) عشرہ شروع ہوجاتا تو رسول اللہ ﷺ شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت کے لیے) کمر کس لیتے۔[1]

اعتکاف کی اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

1. اعتکاف واجب
2. اعتکاف سنت
3. اعتکاف مستحب

اعتکاف واجب

کسی نے یہ منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کروں گا اور اس کا کام ہو گیا۔ یہ اعتکاف واجب ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

[1] صحیح البخاری: 2224، صحیح مسلم: 1774

یاد رکھو کہ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے۔ بغیر روزہ کے اعتکاف واجب صحیح نہیں ہے۔[1]

اعتکاف سنت موکدہ

یہ اعتکاف رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں کیا جاتا ہے، یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے تو تیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد یا انتیسویں رمضان کو چاند ظاہر ہونے کے بعد مسجد سے نکلے۔ یاد رہے کہ اعتکاف سنت موکدہ کفایہ ہے، یعنی اگر محلہ کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب آخرت کے مواخذہ میں گرفتار ہوں گے اور اگر ایک آدمی نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔

اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔[2]

---

[1] الدر المختار، 2:129

[2] الدر المختار، 2:130

اعتکاف مستحب

اعتکاف مستحب یہ ہے کہ جب کبھی بھی دن یا رات میں مسجد کے اندر داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرے جتنی دیر مسجد میں رہے گا' اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ نیت کے لئے صرف دل میں اتنا خیال کر لینا اور منہ سے کہہ لینا کافی ہے کہ میں نے خدا کے لئے اعتکاف مسجد کی نیت کی۔[1]

اعتکاف کے چند دیگر مسائل

○ اعتکاف کرنے والوں کے لئے بلا عذر مسجد سے نکلنا حرام ہے' اگر نکلے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا' چاہے قصداً نکلے یا بھول کر۔ اس طرح عورت نے جس گھر میں اعتکاف کیا ہے' اس کا بھی اس گھر سے نکلنا حرام ہے۔ اگر عورت اس مکان سے باہر نکل گئی تو خواہ وہ قصداً نکلی ہو یا بھول کر اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔[2]

---

[1] فتاویٰ عالمگیری، 1: 197

[2] الدر المختار، 2: 133

○ مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے اس گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے، جو جگہ اس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی ہو۔[1]

○ اعتکاف کرنے والا دو عذروں کے سبب سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔ایک عذرِ طبعی جیسے رفع حاجت، غسل فرض اور وضو کے لئے، دوسرا عذرِ شرعی جیسے نماز جمعہ کے لئے جانا اگر مسجد میں نماز جمعہ نہ ہوتی ہو۔ان دونوں عذروں کے سوا کسی اور وجہ سے مسجد سے نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اگرچہ بھول کر ہی نکلے۔[2]

○ اعتکاف کرنے والا دن رات مسجد میں ہی رہے گا۔وہیں کھائے، پیئے، سوئے مگر احتیاط رکھے کہ کھانے پینے سے مسجد گندی نہ ہونے پائے۔معتکف کے سوا کسی اور کو مسجد میں کھانے پینے اور سونے کی اجازت نہیں ہے۔اس لئے اگر کوئی آدمی مسجد میں کھانا پینا اور سونا چاہئے تو اس کو چاہئے کہ اعتکاف مستحب کی

---

[1] الدر المختار، 2:129

[2] الدر المختار، 2:133

نیت کر کے مسجد میں داخل ہو اور نماز پڑھے یا ذکر الٰہی کرے، پھر اس کے لئے کھانے پینے اور سونے کی بھی اجازت ہے۔[1]

- اگر اعتکاف میں بیٹھتے وقت یہ شرط کرلی کہ مریض کی عیادت و نماز جنازہ میں جائے گا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لئے مسجد سے باہر گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہو گا، مگر دل میں نیت کر لینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہنا بھی ضروری ہے۔[2]

- اگر مسجد گر گئی یا کسی نے زبردستی مسجد سے نکال دیا اور وہ فوراً ہی کسی دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہو گا۔

- اعتکاف کرنے والا بالکل ہی چپ نہ رہے اور نہ لوگوں سے بہت زیادہ بات چیت کرے، بلکہ اس کو چاہئے کہ نفل نمازیں زیادہ پڑھے، تلاوت کرے، علمِ دین کا درس دے یا لے، اولیاء و صالحین کے حالات سنے اور دوسروں کو سنائے، کثرت سے درود شریف پڑھے اور ذکرِ الٰہی کرے۔ اکثر با وضو رہے اور

---

[1] الدر المختار، 2: 134

[2] بہار شریعت، 1: 474

دنیاداری کے خیالات سے دل کو پاک و صاف رکھے اور بکثرت رو رو کر اور گڑگڑا کر خداوند تعالی سے دعا مانگے۔

- اعتکاف کی قضا صرف قصداً اعتکاف توڑنے ہی سے نہیں ہوتی، بلکہ اگر عذر کی وجہ سے بھی اعتکاف چھوڑ دیا، مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا جیسے عورت کو حیض یا نفاس آیا، جنون یا بے ہوشی طاری ہوئی، ان صورتوں میں بھی قضا واجب ہے۔
- معتکف اگر بانیت عبادت بالکل چپ رہے کہ چپ رہنے کو ثواب سمجھے تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھ کر نہ چپ رہے تو حرج نہیں اور بری باتوں سے چپ رہا تو یہ چپ رہنا مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلی درجے کی بات ہے۔ کیونکہ بری باتوں سے زبان کو روکے رکھنا بہر حال واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح باتیں تو یہ بھی بلا ضرورت معتکف کو مکروہ ہیں، کیونکہ بلا ضرورت مسجد میں مباح کلام بھی نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔[1]

[1] بہار شریعت، 1: 474

- سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ اعتکاف ہو یا کوئی بھی عبادت اس میں صرف رضائے الٰہی کی نیت رکھے۔ دکھاوا' نیک نامی اور شہرت کو ہرگز ہرگز دخل نہ دے' ورنہ ہر عبادت بے نور و بے رونق بلکہ ضائع و غارت ہو جائے گی اور ثواب کی جگہ گناہ نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

شبِ قدر اور اس کی فضیلت

رمضان المبارک کے آخری عشرے کی راتوں میں سے میں لیلۃ القدر ہے ، جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ بنتے ہیں، دو نکتے جس شخص کی یہ ایک رات عبادت میں گزری' اس نے تراسی برس چار ماہ کا زمانہ عبادت میں گزار دیا اور تراسی برس کا زمانہ کم از کم ہے کیونکہ خیر من الف شھر کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کریم جتنا زائد اجر عطا فرمانا چاہئے گا' عطا فرمادے گا۔ اس اجر کا اندازہ انسان کے بس سے باہر ہے۔

جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّآ اَنزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ـ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ـ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ[1]

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

[1] القدر: 1، 3

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ[1]

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اُتارا ہے بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔

لہٰذا آخری عشرے میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کرے، تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔[2]

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔[3]

---

[1] الدخان، 44:3

[2] صحیح البخاری: 2008، صحیح مسلم: 760

[3] صحیح البخاری: 2020

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: قَالَ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَفِي رِوَايَةٍ: فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں (اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان کی آخری سات طاق راتوں) میں تلاش کیا کرو۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰہ، أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، مَا أَقُوْلُ فِيهَا، قَالَ: قُوْلِي: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بتایئے اگر مجھے شب قدر معلوم ہو جائے تو میں اس میں کیا دعا

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب صلاۃ التراویح، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الأواخر، مسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبها وبیان محلها وأرجی أوقات طلبها، الترمذی فی السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء فی لیلۃ القدر

[2] الترمذی فی السنن، کتاب الدعوات، باب 85، 5/534، الرقم: 3513، والنسائی فی السنن الکبری، 6/218، الرقم: 10708

مانگوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي (یا اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا کریم ہے، عفو و درگزر کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔

اس کے حصول کا سب سے اہم سبب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امت پر شفقت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غم خواری ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اری اعمار الناس قبله او ماشاء الله من ذلك فكانه تقاصر اعمار امته عن ان لا يبلغوا من العمل، مثل الذی بلغ غيرهم فی طول العمر، فاعطاه ليلة القدر خير من الف شهر[1]

ترجمہ: جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سابقہ لوگوں کی عمروں پر آگاہ فرمایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کے

[1] موطا امام مالک

لوگوں کی عمر کو کم دیکھتے ہوئے یہ خیال فرمایا کہ میری امت کے لوگ اتنی کم عمر میں سابقہ امتوں کے برابر عمل کیسے کر سکیں گے؟(پس) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیلۃ القدر عطا فرمادی، جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔

شبِ عید الفطر کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ﷲ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم : أُعْطِيَتْ أُمَّتِي خَمْسَ خِصَالٍ فِي رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهَا أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ: خُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ ﷲ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُفْطِرُوا وَيُزَيِّنُ ﷲ عزوجل كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهُ ثُمَّ يَقُولُ: يُوشِكُ عِبَادِي الصَّالِحُونَ أَنْ يُلْقُوا عَنْهُمُ الْمَؤُنَةَ وَالْأَذَى وَيَصِيرُوا إِلَيْكَ وَيُصَفَّدُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ فَلَا يَخْلُصُوا إِلَى مَا كَانُوا يَخْلُصُونَ إِلَيْهِ فِي غَيْرِهِ وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ. قِيلَ: يَا رَسُولَ ﷲ، أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، قَالَ: لَا وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفَّى أَجْرَهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کو رمضان المبارک میں پانچ ایسی خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو اس سے قبل کسی امت کو عطا نہیں کی گئیں: پہلی یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے۔ دوسری یہ کہ فرشتے ان کے لیے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ افطار کر

[1] أحمد بن حنبل في المسند، الرقم: 7904

لیں۔ تیسری یہ کہ اللہ تعالی ہر روز اپنی جنت کو مزین کرتا ہے، پھر فرماتا ہے عنقریب میرے صالحین بندے دنیا کی تھکاوٹ اور تکالیف سے میرے گھر اور میرے دارِ رحمت میں پہنچ کر آرام حاصل کریں گے، چوتھا یہ کہ اس مہینے میں سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے، پانچواں یہ ہے کہ جب (رمضان کی) آخری رات ہوتی ہے ان (روزہ داروں) کو بخش دیا جاتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا: کیا یہ (آخری رات) شبِ قدر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ جب مزدور اپنے کام سے فارغ ہو جاتا ہے تو اسے مکمل مزدوری دی جاتی ہے؟

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ للهِ صلی الله علیه و آله وسلم : إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيْلُ علیه السلام فِي كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللهَ عزوجل، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِي يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلَائِكَتَهُ فَقَالَ: يَا مَلَائِكَتِي، مَا جَزَاءُ أَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهُ، قَالُوْا: رَبَّنَا، جَزَائُهُ أَنْ يُوَفّٰى أَجْرُهُ. قَالَ: مَلَائِكَتِي، عَبِيْدِي وَإِمَائِي قَضَوْا فَرِيْضَتِي عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوا يَعُجُّوْنَ إِلَيَّ بِالدُّعَاءِ وَعِزَّتِي

وَجَلَالِي وَكَرَمِي وَعُلُوِّي وَارْتِفَاعِ مَكَانِي لَأُجِيبَنَّهُمْ فَيَقُولُ: ارْجِعُوا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ: فَيَرْجِعُونَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت میں اترتے ہیں، اور ہر اس کھڑے بیٹھے بندے پر جو اللہ کا ذکر کرتا ہے، سلام بھیجتے ہیں۔ جب ان کی عید کا دن ہوتا ہے یعنی عید الفطر کا دن تو اللہ ان بندوں سے اپنے فرشتوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! اُس مزدور کی اُجرت کیا ہونی چاہیے جو اپنا کام پورا کر دے؟ وہ عرض کرتے ہیں: الٰہی! اس کی اُجرت یہ ہے کہ اسے پورا پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! میرے بندے اور بندیوں نے میرا وہ فریضہ پورا کر دیا جو ان پر تھا۔ پھر وہ دعا میں دست طلب دراز کرتے ہوئے نکل پڑے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) مجھے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنے کرم، اپنی بلندی اور رفعتِ مکانی کی قسم: میں ان کی دعا ضرور قبول کروں گا۔ پھر (اپنے بندوں سے) فرماتا ہے: لوٹ جاؤ میں نے تمہیں

---

[1] البیہقی فی شعب الإیمان، 3/343، الرقم: 3717، وفی فضائل الأوقات، 1/318، الرقم: 155

بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ فرمایا: پھر یہ لوگ بخشے ہوئے لوٹتے ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَلَا يُغْلَقُ مِنْهَا بَابٌ حَتَّى يَكُوْنَ آخِرُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي فِي لَيْلَةٍ مِنْهَا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَلْفَ وَخَمْسَمِائَةِ حَسَنَةٍ بِكُلِّ سَجْدَةٍ[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ رمضان کی آخری رات ہوتی ہے۔ اور کوئی شخص ایسا نہیں جو رمضان کی کسی رات میں نماز ادا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے ہر سجدے کے بدلے میں پندرہ سو نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

[1] البيهقي في شعب الإيمان

صدقہ فطر

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡہَا وَالۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ وَفِی الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِیۡنَ وَفِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ[1]

ترجمہ: بے شک صدقات (زکوٰۃ) محض غریبوں اور محتاجوں اور ان کی وصولی پر مقرر کیے گئے کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لیے ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو اور (مزید یہ کہ) انسانی گردنوں کو (غلامی کی زندگی سے) آزاد کرانے میں اور قرضداروں کے بوجھ اتارنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر (زکوٰۃ کا خرچ کیا جانا حق ہے)۔ یہ (سب) اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ[2]

---

[1] التوبة:60

[2] التوبة:103

ترجمہ: آپ ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کیجئے کہ آپ اس (صدقہ) کے باعث انہیں (گناہوں سے) پاک فرمادیں اور انہیں (ایمان ومال کی پاکیزگی سے) برکت بخش دیں اور ان کے حق میں دعا فرمائیں، بے شک آپ کی دعا ان کے لیے (باعثِ) تسکین ہے، اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی للہ عنهما قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرانے کی زکوٰۃ فرض فرمائی ہے کہ ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے مسلمان کی طرف سے

[1] البخاری فی الصحیح، أبواب صدقة الفطر، باب فرض صدقة الفطر، ومسلم فی الصحیح، کتاب الزکاة، باب زکاة الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر، والترمذی فی السنن، کتاب الزکاة، باب ما جاء فی صدقة الفطر

اور حکم فرمایا کہ اسے لوگوں کے نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے ہی ادا کر دیا جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم أَمَرَ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ فطر نماز عید کے لیے جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ. مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ[2]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر کو فرض فرمایا جو روزہ داروں کی لغویات اور بیہودہ

---

[1] مسلم فی الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب الأمر بإخراج زکاۃ الفطر قبل الصلاۃ، أبو داود فی السنن، کتاب الزکاۃ، باب متی تؤدی، النسائی فی السنن، کتاب الزکاۃ، باب الوقت الذی یستحب أن تؤدی صدقۃ الفطر فیه

[2] أبو داود فی السنن، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر، وابن ماجه فی السنن، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر

باتوں سے پاکی ہے اور غریبوں کی پرورش کے لیے ہے۔ جس نے نماز عید سے پہلے اسے ادا کیا تو یہ مقبول زکوٰۃ ہے اور جس نے اسے نماز عید کے بعد ادا کیا تو یہ دوسرے صدقات کی طرح ایک صدقہ ہوگا۔

عَنْ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ صَلَاةَ الْعِيدِ وَيَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ [1]۔ [2]

ترجمہ: حضرت عوف رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید والے دن نمازِ عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیتے تھے، اور اس آیتِ کریمہ کی تلاوت فرماتے تھے: بے شک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہ کی آلودگیوں سے) پاک ہو گیا۔ اور وہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور (کثرت و پابندی سے) نماز پڑھتا رہا۔ اِس روایت کو امام بزار نے بیان کیا ہے۔

---

[1] الأعلی: 14.15

[2] البزار فی المسند، 8/313، الرقم: 3383

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: صَدَقَةُ الْفِطْرِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَمَنْ أَعْطَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهِيَ صَدَقَةٌ[1]

ترجمہ: حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ صرف وہی صدقہ فطرانہ کہلائے گا جو عید الفطر تک ادا کر دیا جائے گا اور جس نے اس عید کے بعد کچھ صدقہ دیا تو وہ (فطرانہ نہیں بلکہ صرف) صدقہ ہو گا۔

[1] ابن أبي شيبة في المصنف، 2/395، الرقم: 10332

نفلی روزوں کی فضیلت

روزہ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے اسلام نے فرض روزوں کے علاوہ مختلف ایام کے روزوں کی ترغیب بھی دی ہے، یہی وجہ ہے کہ انبیاء و صلحاء کی زندگیوں کا معمول تھا کہ وہ فرض روزوں کے علاوہ زندگی بھر نفلی روزوں کا بطور خاص اہتمام کرتے۔ نفلی روزوں کی فضیلت کے پیش نظر درج ذیل سطور میں بعض روزوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

عاشورہ کا روزہ

صومِ عاشورہ دسویں محرم کا روزہ ہے، بہتر یہ ہے کہ نویں محرم کو بھی روزہ رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُولَ ﷲ صلی الله علیه و آله وسلم قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ ﷲ صلی الله علیه و آله وسلم: مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِى تَصُوْمُوْنَهُ فَقَالُوْا: هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ أَنْجَى ﷲُ فِيْهِ مُوْسَى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوْسَى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ ﷲ صلی الله علیه و آله وسلم: فَنَحْنُ أَحَقُّ

وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ[1]

''حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ (دس محرم کے دن) روزہ رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہارے اس دن روزہ رکھنے کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ایک عظیم دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر ادا کرنے کے لئے اس دن کا روزہ رکھا، اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے شکر ادا کرنے کا تم سے زیادہ ہمارا حق ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

---

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب الأنبیائ، باب قول اللہ تعالیٰ: وھل اتٰک حدیث موسیٰ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما، ومسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشورائ، وأبوداود فی السنن، کتاب الصوم، باب فی صوم یوم عاشورائ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی الله علیه و آله وسلم يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کسی دن کو دوسرے پر فضیلت دے کر روزہ رکھتے ہوں مگر اس روز یعنی عاشورہ کو اور اس مہینہ یعنی ماہ رمضان کو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه و آله وسلم : أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ، شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ. وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ، صَلَاةُ اللَّيْلِ[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔

---

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب الصیام، باب صیام یوم عاشوراء، 2/705، الرقم: 1902، ومسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء

[2] أمسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، والترمذی فی السنن، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی فضل صلاة اللیل

اِس حدیث کوامام مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ للهِ صلی الله علیه و آله و سلم سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ: يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ[1]

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاشوراء کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ گزشتہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

عرفہ کا روزہ

یہ نویں ذوالحجہ کا روزہ ہے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی الله عنه قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ للهِ صلی الله علیه و آله وسلم عَنْ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ: يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ

وَفِي رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى للهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ[2]

---

[1] صحيح المسلم، كتاب الصيام، رقم حديث: 1162

[2] مسلم في الصحيح، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر وصوم يوم عرفة، والترمذی في السنن، كتاب الصوم، باب ما جاء في فضل صوم يوم عرفة

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (یوم عرفہ کا روزہ) گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

امام ترمذی کی روایت کے الفاظ ہیں: یوم عرفہ کے روزہ کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اسے گزشتہ اور آئندہ سال کا کفارہ بنا دیتا ہے

عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ رضی الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صلی الله علیه وآله وسلم يَقُوْلُ: مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، غُفِرَ لَهُ سَنَةٌ أَمَامَهُ وَسَنَةٌ بَعْدَهُ[1]

ترجمہ: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص یوم عرفہ کا روزہ رکھتا ہے اس کے ایک پچھلے سال کے اور ایک بعد والے سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

[1] ابن ماجہ فی السنن، کتاب الصیام، باب صیام یوم عرفۃ، والنسائی فی السنن الکبری، 2/151، الرقم: 2801

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ الله صلى الله عليه و آله وسلم: مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُ سَنَتَيْنِ مُتَتَابِعَتَيْنِ[1]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یوم عرفہ کا روزہ رکھتا ہے اس کے دو سالوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ الله صلى الله عليه و آله وسلم يَقُوْلُ: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ كَصِيَامِ أَلْفِ يَوْمٍ[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یوم عرفہ کا روزہ ہزار دن کے روزوں کی طرح ہے۔

[1] أبويعلى فى المسند، 13/542، الرقم: 7548، والطبرانى فى المعجم الكبير، 6/179، الرقم: 5923، وعبد بن حميد فى المسند، 1/170، الرقم: 464

[2] الطبرانى فى المعجم الأوسط، 7/44، الرقم: 6802، والبيهقى فى شعب الإيمان، 3/357، الرقم: 3764، وابن عبد البر فى التمهيد

شوال کے چھ روزے

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ لله صلی الله علیه و آله وسلم قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ[1]

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے عمر بھر کے روزے رکھے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رضی الله عنه عَنْ رَسُولِ لله صلی الله علیه و آله وسلم قَالَ: جَعَلَ للهُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرٍ فَشَهْرٌ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وسِتَّةُ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ تَمَامُ السَّنَةِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَصِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ بِشَهْرَيْنِ فَذٰلِكَ صِيَامُ سَنَةٍ[2]

---

[1] صحیح لمسلم، کتاب الصیام، رقم حدیث: 1164

[2] ابن ماجہ فی السنن، کتاب الصیام، باب صیام ستة أیام من شوال، وأحمد بن حنبل فی المسند، والنسائی فی السنن الکبری

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو دس گنا کر دیتا ہے۔ رمضان کا ایک مہینہ دس مہینے کے برابر ہے اور عید الفطر کے بعد چھ دن (روزہ رکھنے سے) سال کا ثواب پورا ہو جاتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ ماہ رمضان کے روزے دس مہینوں کے برابر ہیں اور چھ دن کے روزے دو ماہ کے برابر ہیں۔ اس طرح پورے سال کے روزے بن جاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ[1]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے

[1] الطبرانی فی المعجم الأوسط، ، والمنذری فی الترغیب والترهیب، والهیثمی فی مجمع الزوائد

بعد شوال کے چھ روزے رکھے وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے وہ پیدائش کے دن تھا۔

شعبان کا روزہ اور شب برأت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات (شب برأت) آئے تو اس رات میں قیام کرو یعنی نفلی نمازیں پڑھو اور دن میں روزہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے بعد سے آسمانِ دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی بخشش کا طلبگار کہ میں اسے بخش دوں۔ کیا ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ میں اسے روزی دوں۔ کیا ہے کوئی مصیبت میں گرفتار کہ میں اس کو رہائی دوں۔ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اس قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا. فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ: أَلَا

مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ، أَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَأَرْزُقَهُ، أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ،
أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ[1]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب پندرہ شعبان کی رات ہو تو اس رات کو قیام کیا کرو اور دن کو روزہ رکھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے وقت آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے: کیا کوئی میری بخشش کا طالب ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اسے رزق دوں؟ کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے عافیت عطا فرما دوں؟ کیا کوئی ایسے ہے؟ کیا کوئی ایسے ہے؟ (رب ذوالجلال کی طرف سے ندائیں آتی رہتی ہیں) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَحَبُّ الشُّهُوْرِ إِلَيْكَ أَنْ تَصُوْمَهُ

---

[1] ابن ماجہ فی السنن، کتاب إقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان

شَعْبَانُ، قَالَ: إِنَّ اللهَ يَكْتُبُ فِيهِ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مَيْتَةٍ تِلْكَ السَّنَةَ فَأُحِبُّ أَنْ يَأْتِيَنِي أَجَلِي وَأَنَا صَائِمٌ[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تقریباً) پورا شعبان روزہ رکھا کرتے تھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کیا روزے رکھنے کے لیے) آپ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ مہینہ شعبان ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مہینے میں پورے سال میں مرنے والی ہر روح کی اجل مقرر کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے روزے کی حالت میں موت آئے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم: أَيُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ، فَقَالَ: شَعْبَانُ لِتَعْظِيمِ رَمَضَانَ. قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ، قَالَ: صَدَقَةٌ فِي رَمَضَانَ[2]

---

[1] أبويعلى فى المسند، الرقم: 4911

[2] الترمذى فى السنن، كتاب الزكاة، باب ما جاء فى فضل الصدقة، والبيهقى فى السنن الكبرى، 4/305، الرقم: 8300

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ رمضان المبارک کے بعد کس مہینے میں روزے افضل ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تعظیم رمضان کے لیے شعبان کے روزے رکھنا (افضل ہیں)۔ پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک میں صدقہ دینا (افضل ہے)۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی الله عنهما قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، لَمْ أَرَكَ تَصُوْمُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: ذَالِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ[1]

ترجمہ: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان میں روزے رکھتے ہیں اس قدر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی اور مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک ایسا مہینہ ہے جو

[1] النسائی فی السنن، کتاب الصیام، باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بأبی ھو وأمّی وذکر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلك

رجب اور رمضان کے درمیان میں (آتا) ہے اور لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں

حالانکہ اس مہینے میں (پورے سال کے) عمل اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے

ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل روزہ دار ہونے کی حالت میں اُٹھائے

جائیں۔

ایامِ بیض کے روزے

ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے ایام بیض کے روزے کہلاتے ہیں۔

عن ابی ذر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من صام، من

کل شهر فذلك كمن صيام الدهر[1]

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر مہینے کے تین

روزے رکھے یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے کے یہ روزے ایسے ہیں، جیسے کوئی

ہمیشہ روزے رکھتا رہا ہو اور فرمایا کہ جس سے ہو سکے، ہر مہینے میں تین روزے رکھے۔ ہر

[1] جامع الترمذی، کتاب الصوم، رقم حدیث: 762

روزہ دس دن کے گناہ مٹاتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا یفطر ایام البیض فی حضر ولا سفر[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر اور حضر میں ایامِ بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔

سوموار اور جمعرات کا روزہ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الاِثْنَيْنِ، قَالَ: ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ، أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ[2]

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوموار کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ

[1] سنن النسائی، کتاب الصیام، رقم حدیث: 2345

[2] أ مسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ أیام من کل شھر وصوم یوم عرفۃ وعاشوراء والاثنین والخمیس، والنسائی فی السنن الکبری، 2/146، الرقم: 2777

وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت باسعادت ہوئی اور اسی دن میں مبعوث ہوا یا مجھ پر قرآن نازل فرمایا گیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنه رَفَعَهُ مَرَّةً قَالَ: تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ يَوْمِ خَمِيسٍ وَاثْنَيْنِ. فَيَغْفِرُ اللهُ عزوجل فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا. إِلَّا امْرَأً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ. فَيُقَالُ: ارْكُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، ارْكُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَمَالِكٌ وَأَحْمَدُ.

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ. فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا. إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا. أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا کہ ہر پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اس دن اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، سوائے اس شخص کے جو اپنے بھائی

[1] مسلم فی الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن الشحناء والتھاجر، ومالك فی الموطأ، کتاب حسن الخلق، باب ما جاء فی المھاجرۃ

کے ساتھ کینہ رکھتا ہے، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو حتی کہ یہ صلح کر لیں، ان کو چھوڑ دو حتی کہ یہ صلح کر لیں۔

امام مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا، سوائے اس بندے کے جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو اور یہ کہا جاتا ہے کہ ان کو مہلت دو حتی کہ یہ صلح کر لیں، ان کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں۔ ان کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ ﷲ صلی الله علیه و آله وسلم قَالَ: تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ[1]

[1] الترمذی فی السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس، وفی الشمائل المحمدیة، وعبد الرزاق فی المصنف، 4/314، الرقم: 7917

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کئے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں پیش ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَحَرَّى صَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار اور جمعرات کے دن کے روزے کا خاص خیال فرماتے تھے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّكَ تَصُوْمُ حَتَّى لَا تَكَادُ تُفْطِرُ وَ تُفْطِرُ حَتَّى لَا تَكَادُ تَصُوْمُ إِلَّا يَوْمَيْنِ إِنْ دَخَلَا فِي صِيَامِكَ وَإِنْ لَا صُمْتَهُمَا قَالَ: أَيُّ (يومين) قُلْتُ: يَوْمُ الإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، قَالَ: ذَلِكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيهِمَا الأَعْمَالُ عَلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَ أَنَا صَائِمٌ[2]

---

[1] الترمذی فی السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء فی صوم یوم الإثنین والخمیس، النسائی فی السنن، کتاب الصوم، باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بأبی ھو وأمی

[2] أبو داود فی السنن، کتاب الصوم، باب صوم الإثنین والخمیس، والنسائی فی السنن، کتاب الصوم، باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بأبی ھو وأمی

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ جب روزے رکھتے ہیں تو افطار کے قریب نہیں جاتے اور جب افطار کرنے لگتے ہیں تو روزے کے قریب نہیں جاتے، البتہ دو دن ایسے ہیں خواہ وہ روزوں کے دوران آئیں یا افطار کے دوران آپ ان کا روزہ ضرور رکھتے ہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ کون سے ہیں؟ میں نے کہا: سوموار اور جمعرات۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان دو دونوں میں رب العالمین کے حضور اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزہ دار ہونے کی حالت میں پیش ہو۔

اس حدیث کو امام ابو داود اور نسائی نے روایت کیا ہے، اور مذکورہ الفاظ نسائی کے ہیں۔

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمِ الْقُرَشِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ، فَقَالَ: لَا إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِی یَلِیْهِ وَ كُلَّ أَرْبِعَاءَ وَخَمِیْسٍ فَإِذَا أَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ وَ أَفْطَرْتَ[1]

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن مسلم قرشی نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ میں نے یا کسی شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زندگی بھر (مسلسل) روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (یہ جائز) نہیں ہے، تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ رمضان کے روزے رکھ، اس کے متصل بعد (شوال کے) روزے رکھ اور ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھ۔ اس طرح (گویا) تو نے عمر بھر روزے بھی رکھے اور افطار بھی کیا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ص: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ: مَنْ صَامَ الأَرْبِعَاءَ وَالخَمِیْسَ وَالْجُمُعَةَ بَنَی اللهُ لَهُ قَصْرًا فِی الجَنَّةِ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَیَاقُوْتٍ وَزَبَرْجَدٍ وَكَتَبَ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ[2]

---

[1] الترمذی فی السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء فی صوم یوم الأربعاء والخمیس، أبوداود فی السنن، کتاب الصوم، باب فی صوم شوال

[2] الطبرانی فی المعجم الأوسط، 1/ 87، الرقم: 254، وفی مسند الشامیین، 2/ 366، الرقم: 1506، والبیهقی فی شعب الإیمان، 3/ 397، الرقم: 3873

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتی، یاقوت اور زبرجد (نہایت قیمتی پتھر) کا گھر بنا دیتا ہے اور دوزخ سے اس کی آزادی لکھ دیتا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ صَامَ الْأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيْسَ وَالْجُمُعَةَ بَنَى للهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ يُرَى ظَاهِرُهُ مِنْ بَاطِنِهِ وَبَاطِنُهُ مِنْ ظَاهِرِهِ[1]

ترجمہ: حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایسا (صاف وشفاف) گھر بناتا ہے جس کا بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے اور اندرونی حصہ باہر سے

---

[1] الطبرانی فی المعجم الکبیر، 8/250، الرقم: 7981، وفی المعجم الأوسط، 1/86، الرقم: 253، والھیثمی فی مجمع الزوائد، 3/198

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ ﷲِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: مَنْ صَامَ الأَرْبِعَائَ وَالخَمِيْسَ وَ يَوْمَ الجُمُعَةِ ثُمَّ تَصَدَّقَ يَوْمَ الجُمُعَةِ بِمَا قَلَّ أَوْ كَثُرَ غُفِرَ لَهُ كُلُّ ذَنْبٍ عَمِلَهُ حَتَّى يَصِيْرَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الخَطَايَا[1]

ترجمہ: حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اور جمعہ کے دن کچھ نہ کچھ حسبِ استطاعت صدقہ کرے جو گناہ بھی اس نے کیا ہو معاف ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے (ایسے) صاف ہو جاتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔

صومِ داؤدی

سال بھر اس طرح روزے رکھنا کہ ایک دن روزہ دار رہے اور ایک دن بلا روزہ، صوم داؤدی کہلاتا ہے۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ تھا۔

[1] الطبرانی فی المعجم الکبیر، 12/ 347، الرقم: 13308، والبیہقی فی شعب الإیمان، 3/ 397، الرقم: 7238، والھیثمی فی مجمع الزوائد، 3/ 199

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو، بَلَغَنِي أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ. فَلَا تَفْعَلْ. فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا. وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا. وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا. صُمْ وَأَفْطِرْ. صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؛ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ بِي قُوَّةً قَالَ: فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ علیہ السلام صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَكَانَ يَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِي! أَخَذْتُ بِالرُّخْصَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عبد اللہ بن عمرو! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم دن میں روزہ رکھتے ہو اور ساری رات قیام کرتے ہو، تم ایسانہ کیا کرو، کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور ہر مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو اور یہ صوم دہر ہو جائیں گے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی قوت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر حضرت داؤد علیہ السلام

---

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب الأنبیائ، باب قول اللہ تعالی وآتینا داود زبورا، مسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب النھی عن صوم الدھر لمن تضرر بہ، وأحمد بن حنبل فی المسند، 2/194، الرقم: 6832

کے روزے رکھو، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے تھے کاش کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی رخصت مان لی ہوتی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ: كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو داؤدی روزہ سب روزوں سے زیادہ پسند ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن افطار کرتے اور اللہ تعالیٰ کو داؤدی نماز سب نمازوں سے زیادہ پسند ہے۔ وہ نصف رات تک سوتے، تہائی رات قیام کرتے پھر باقی چھٹا حصہ سوتے۔

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب الأنبیاء، باب أحب الصلاة إلی الله صلاة داود، مسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر لمن تضرر به، الترمذی فی السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء فی سرد الصوم

عیدین اور ایام تشریق کے روزوں کی ممانعت

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر اور قربانی کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: لَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ: الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو دنوں کا روزہ نہیں ہے یعنی عید الفطر اور عید الاضحی کا۔

---

[1] البخاری فی الصحیح، کتاب الصوم، باب صوم یوم الفطر، مسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب النھی عن صوم یوم الفطر ویوم الأضحی، ابن ماجه فی السنن، کتاب الصیام، باب فی النھی عن صیام یوم الفطر والأضحی

[2] البخاری فی الصحیح، کتاب الصوم، باب صوم یوم النحر، وفی کتاب الجمعة، باب مسجد بیت المقدس، وأحمد بن حنبل فی المسند، 3/34، 71، الرقم: 11312، 11699

عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه و آله وسلم: أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ[1]

ترجمہ: حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایام تشریق (عید الاضحی کے بعد تین دن) کھانے پینے کے ایام ہیں۔

عَنْ عائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَا: لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایام تشریق کے روزوں کی صرف اُسے اجازت دی گئی ہے جس کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو۔

[1] مسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب تحریم صوم أیام التشریق، النسائی فی السنن الکبری، 2/463، الرقم: 4182، وأحمد بن حنبل فی المسند، 5/75

[2] البخاری فی الصحیح، کتاب الصوم، باب صیام أیام التشریق، وابن أبی شیبة فی المصنف، 3/155، الرقم: 12996، والبیهقی فی السنن الکبری، 4/298، الرقم: 8248

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ ﷲ صلى الله عليه و آله وسلم: يَوْمُ عَرَفَةَ، وَيَوْمُ النَّحْرِ، وَأَيَّامُ التَّشْرِيْقِ عِيْدُنَا أَهْلَ الإِسْلَامِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ[1]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ، قربانی کا دن اور ایام تشریق (عید الاضحی کے بعد تین دن) ہم مسلمانوں کی عید اور کھانے پینے کے دن ہیں۔

عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ ﷲ صلى الله عليه وآله وسلم بَعَثَهُ وَأَوْسَ بْنَ الْحَدَثَانِ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ فَنَادَى أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَأَيَّامُ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ[2]

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک اور اوس بن حدثان کو ایام تشریق

---

[1] الترمذی فی السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء فی کراھیۃ الصوم، وأبو داود فی السنن، کتاب الصوم، باب صیام أیام التشریق

[2] مسلم فی الصحیح، کتاب الصیام، باب تحریم صوم أیام التشریق

میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوگا اور ایام منٰی کھانے پینے کے ایام ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نَهَى عَنْ صَوْمِ خَمْسَةِ أَيَّامٍ فِي السَّنَةِ: يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ النَّحْرِ، وَثَلَاثَةِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ [1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سال میں پانچ دنوں کے روزے رکھنے سے منع فرمایا، وہ عید الفطر، قربانی کا دن اور تین دن ایام تشریق کے ہیں۔

[1] الدارقطنی فی السنن، الرقم: 34

فرضیتِ روزہ کا مقصد۔ حصولِ تقویٰ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کسی نے تقویٰ کے بارے میں پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا آپ کا گزر کبھی خاردار جھاڑیوں سے ہوا آپ وہاں سے کیسے گزرتے ہیں تو جواب دیا کہ اپنے دامن اور کپڑے کو سمیٹ کر اس ڈر سے کہ کہیں کانٹے اور خاردار جھاڑیوں سے کپڑوں اور جسم کو نقصان نہ پہنچے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تقوی یہی ہے کہ مومن ہر وقت دنیا میں گناہوں و برائیوں سے اپنے آپ کو بچانے میں لگا رہتا ہے۔ تقویٰ سے مراد جان و نفس کو ہر اس چیز سے بچانا ہے جس سے ایمان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ تقوی دل کی ایسی کیفیت کا نام ہے جس کے بعد انسان خود بخود ہر قسم کی برائیوں اور لغویات سے گریز کرتا ہے۔ یہ ایمان والوں کا ایسا ہتھیار ہے جو اسے برے خیالات و خواہشات، خطرناک روحانی امراض اور شیطانی جذبات کے حملوں سے محفوظ و مامون رکھتا ہے۔

للہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کی غرض و غایت اور مقصد تقویٰ کو قرار دیا ہے ایک مسلمان روزہ کی وجہ سے برائیوں کو ترک کر دیتا ہے اور نیکیوں کی طرف راغب ہوتا ہے

جس کی وجہ سے اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ اپنے آپ کو اللہ رب العزت کے آگے تابع فرمان کرنا ہے۔ روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ کی صفت پیدا کرنا ہے۔ اگر پہلے سے تقویٰ ہے تو اس کو مزید نشو و نما دینا ہے۔ قرآن پاک میں تقویٰ کا لفظ 15 مرتبہ آیا ہے۔ عبادات ہوں یا معاملات سب کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اس سے مشتق الفاظ "متقین" 42 مرتبہ، "متقون" 19 مرتبہ، "یتقِ" 6 مرتبہ اور "یتقون" 18 مرتبہ استعمال کیا گیا ہے حتیٰ کہ جنت میں داخلہ بھی تقویٰ سے مشروط ہے۔ مختصر الفاظ میں تقویٰ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کیلئے کوئی عمل کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے خوف سے کوئی ناپسندیدہ کام چھوڑ دینا۔

آدم علیہ السلام سے لے کر آقا علیہ السلام تک تمام انبیاء کی شریعتوں میں روزہ موجود ہے تاہم ایام اور گنتی مختلف رہی۔ روزہ خلوص و تقویٰ اور للّٰہیت سمیت بندگی کے تمام اوصاف سے مزین ہے جو رضائے الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ روزہ کے لیے عربی زبان میں لفظ "صوم" استعمال ہوا ہے۔ اسی سے روزہ دار کو "صائم" کہا جاتا ہے۔ "صوم" کا لفظی مطلب کسی کام سے رک جانا، باز رہنا وغیرہ کا ہے اسی طرح روزہ دار

ایک مقررہ وقت تک کھانے پینے اور دیگر ممنوعہ امور سے اپنے آپ کو روکے رکھتا ہے۔

روزہ کو ڈھال بھی کہا گیا ہے جیسا حدیث پاک میں ہے "آقا کریم ﷺ نے فرمایا۔

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ[1]

ترجمہ: روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی شخص کے پاس لڑائی کی ڈھال ہو۔

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَ[2]

ترجمہ: روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِه، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي اَنْ يَدَعَ طَعَامَه. وَ شَرَابَه[3]

[1] نسائی، السنن، کتاب الصیام، 2: 637، رقم: 2230، 2231

[2] نسائی، السنن، 1: 167، رقم: 2233

[3] بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور و العمل بہ فی الصوم، 2: 673، الرقم: 1804

ترجمہ: جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات اور غلط کام نہ چھوڑے تو اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر) محض کھانا پینا چھوڑ دے

کھانا پینا اور دیگر منع کردہ اشیاء چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا بلکہ روزہ کی حالت میں فواحش، منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔

عبادات میں اس لحاظ سے بھی روزہ انفرادیت کا حامل ہے کہ اس میں ریاکاری اور دکھاوے کے خدشات بھی کم ہی ہوتے ہیں۔ جبکہ روزہ دار ہر وقت اللہ کی رضا و خوشنودی کی جستجو میں رہتا ہے اور رب ذوالجلال کی ناراضی سے بچنے کی فکر ہر لمحہ دامن گیر رہتی ہے جبھی تو روزہ دار سات پردوں میں چھپ کر اور ہر فرد و بشر کی نظروں سے بچ کر بھی نہیں کھاتا پیتا۔ کیونکہ روزہ کا بنیادی مقصد ہی تقویٰ ہے۔ روزہ دار کے اسی خلوص و تقویٰ پر رب کریم نے "رحمت سے جزا" عطا فرمادیا ہے الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ[1]

ترجمہ: روزہ میرے لیے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا۔ اتنے بڑے انعام کا مستحق روزہ، محض بھوک اور پیاس کا نام نہیں بلکہ تمام منکرات سے بچنے اور بعض جائز و مباح امور سے (بحالت روزہ) بھی پرہیز کا تقاضا کرتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے بھوکے، پیاسے رہنے

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الصوم، باب فضل الصوم

کی کوئی پروا نہیں۔ اس لیے فحش گوئی، لغویات، جھوٹ سمیت تمام صغیرہ، کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔ کیونکہ بندگی کا تقاضا ہے کہ ہاتھ کا بھی روزہ ہو، زبان، آنکھ اور کان بھی روزہ دار کی صف میں ہوں۔ روزہ تقاضا کرتا ہے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھا جائے۔ روزہ رکھ کر غیبت نہ کی جائے، کم تولیں نہ ملاوٹ کریں، ناجائز منافع خوری کو تجارت اور دکانداری کا لازمی جزو نہ بنائیں۔ کاروبار دھوکہ اور فریب سے پاک ہونا چاہیے، حقوق العباد سے متعلق تمام امور اور معاملات کا بالکل اسی طرح خیال رکھا جائے جس طرح نماز، اوراد و وظائف، قیام اللیل اور تلاوت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں رسول کریمﷺ کی زبان مبارک سے بھی تنبیہ کی گئی ہے۔

عن ابی هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رب صائم ليس له من صيامه إلا الجوع، ورب قائم ليس له من قيامه إلا السهر[1]

ترجمہ: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ بھوک اور پیاس کے سوا ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا جبکہ راتوں کو قیام کرنے والے بہت سارے ایسے لوگ ہیں کہ رت جگے کے سوا جن کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔

---

[1] اخرجه ابن ماجه فی السنن، کتاب الصیام، بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْغِيبَةِ وَالرَّفَثِ لِلصَّائِمِ

اس لیے ضروری ہے کہ بندگی کے تمام تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تاکہ روزے کے حقیقی ثمرات سے فرد اور معاشرہ دونوں مستفید ہوں۔ روزے کا تقاضا بھی یہی ہے، تزکیہ نفس اور تقویٰ کی یہی معراج ہے۔ انعامات و رضائے الٰہی کی نوید بھی اسی پر ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

عَن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ [1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیے گئے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: من صام رمضان وعرف حدوده وتحفظ ما ینبغی له أن یتحفظ کفّر ما قبله [2]

---

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتساب من الایمان

[2] صحیح ابنِ حبان، بیہقی

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزہ رکھے اور وہ روزے کی حدود کو پہچانتا ہو اور جن چیزوں کی روزے کی حالت میں حفاظت ضروری ہے ان کی حفاظت کرے تو اس کا روزہ اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

یعنی کھانے پینے سے رکنے کے ساتھ ساتھ برے اعمال سے بھی رکا جائے اور منہ کے روزے کے ساتھ دوسرے اعضاء کا روزہ بھی ہونا ضروری ہے۔

حقیقی روزہ وہ ہے جس میں آنکھ، زبان، کان، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء کے گناہوں سے بچا جائے اور یہی ان اعضا کا روزہ ہے۔ یہی صحیح معنوں میں روزہ ہے جس پر اللہ سے پورے اجر کی امید کی جاسکتی ہے اور جو زندگی میں تبدیلی کا باعث بھی بنے گا۔

آنکھ کا روزہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی عن ربہ عزوجل النظرۃ سھم مسموم من سھام إبلیس من ترکھا من مخافتی أبدلتہ إیمانا یجد حلاوتہ فی قلبہ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رب عزوجل سے روایت کر کے فرمایا کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے جس نے میرے خوف اس (بد نظری) کو چھوڑ دیا تو میں اس کے بدلے اس کو ایسا ایمان عطا کرتا ہوں جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔

[1] رواہ الطبرانی والحاکم

کس قدر گناہ کی بات ہے کہ کئی مسلمان ٹی وی اور موبائل پر بیہودہ اور فحش فلمیں اور پروگرام دیکھتے ہیں یا فضول ناول یا کتابیں پڑھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ بس کیا کریں روزہ ہے وقت گزانے کے لیے کر رہے ہیں۔

کان کا روزہ

حرام اور مکروہ اور فضول باتوں کے سننے سے پرہیز رکھے، کیونکہ جو بات زبان سے کہنا حرام ہے اس کا سننا بھی حرام ہے۔

اللہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلٰمًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا[1]

ترجمہ: وہ اس میں کوئی بیکار بات نہ سنیں گے مگر سلام اور انہیں اس میں ان کا رزق ہے صبح و شام۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا[2]

ترجمہ: اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری

---

[1] مریم:62

[2] الواقعة:25

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا[1]

ترجمہ: جس میں نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں اور نہ جھٹلانا

صحیح روزے کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور صرف یہ نہیں کہ فضول، گناہ والی اور جھوٹی باتیں کرنے سے پرہیز کیا جائے بلکہ ان کو سنا بھی نہ جائے۔ "لغو" سے پرہیز بہت اہم کام ہے اور یہ لفظ تینوں آیات میں مشترک ہے اور اس سے مراد وہ تمام لایعنی اور بے مقصد باتیں ہیں جن کو عام الفاظ میں بکواس کہا جاتا ہے اور عموماً یہی بیہودہ باتیں گناہ، جھوٹ اور بے حیائی کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

زبان کا روزہ

زبان کی حفاظت کرے اور اس کو بیہودہ باتوں، جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور لڑائی جھگڑے سے محفوظ رکھے، اسے خاموشی کا پابند بنائے اور ذکر و تلاوت میں مشغول رکھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَإِنْ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ

---

[1] النباء:35

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لی چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔ کیونکہ روزہ گناہوں اور دوزخ سے بچاتا ہے اسی لیے ڈھال کہا گیا ہے۔

---

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الصوم، باب فضل الصوم

کس قدر عجیب بات ہے کہ اللہ کے حکم پر ہم روزے میں سحری سے لے کر افطاری تک حلال کھانے سے تو پرہیز کرتے ہیں لیکن اسی اللہ نے قرآن میں جس چیز (یعنی غیبت) کو مردہ بھائی کا گوشت قرار دیا ہے اس حرام کو ہم رغبت سے کھاتے ہیں۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ؕ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ؕ وَاتَّقُوا اللَّهَ ؕ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ[1]

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسّس نہ کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو، تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔ اللھم نعوذ بک من ذالک

[1] الحجرات: 12

منہ اور پیٹ کا روزہ

حرام سے پرہیز تو ہر حال میں ضروری ہے مگر افطار کے وقت حلال کھانے میں بھی بسیار خوری نہ کرے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ[1]

ترجمہ: حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی انسان نے اپنے پیٹ سے بُرا برتن کبھی نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے چند نوالے کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھیں اور اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو ایک تہائی حصہ (پیٹ) کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے مختص کر دے“۔

اگر شام کو دن بھر کی ساری کسر پوری کر لی تو روزہ سے شیطان کو مغلوب کرنے اور نفس کی شہوانی قوت توڑنے کا مقصد حاصل کرنا مشکل ہو گا۔ افطار کے وقت پیٹ میں کوئی

---

[1] رواہ الترمذی وابن ماجہ وأحمد

مشتبہ چیز نہ ڈالے، کیونکہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ دن بھر تو حلال سے روزہ رکھا اور شام کو حرام چیز سے روزہ کھولا یا روزہ کھولتے ہی حرام پینے یا کھانے میں مشغول ہو جائے۔

افطار کے وقت روزہ دار حالت خوف اور امید کے درمیان مضطرب رہے کہ نہ معلوم اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوا یا مرُدود؟ بلکہ یہی کیفیت ہر عبادت کے بعد ہونی چاہیے۔اور مقدور بھر کوشش کے بعد اللہ پر اچھا گمان رکھا جائے۔

دل کا روزہ

دل کا حقیقی اور اعلیٰ روزہ یہ ہے کہ دُنیوی افکار سے قلب کا روزہ ہو، اور ماسوی اللہ سے اس کو بالکل ہی روک دیا جائے۔ البتہ وہ دُنیا جو دین کے لئے مقصود ہو وہ تو دُنیا نہیں بلکہ توشۂ آخرت ہے۔

قلب کی حفاظت۔ چار چیزوں کی کثرت سے پرہیز کی جائے۔ بعام، کلام، نیند اور اختلاط۔ اور ان راستوں کی نگہبانی کی جائے جہاں سے دل کی بیماری لاحق ہونے کا خدشہ ہوتا ہے یعنی آنکھ، کان، زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی جائے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ[1]

ترجمہ: وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو۔

اور اس ہدایت کی عظیم نعمت کا کون انکار کر سکتا ہے یہ ہدایت قدم قدم پر ہمیں گرنے سے بچاتی ہے اس کی قدر و قیمت تو وہی جان سکتا ہے جو اندھیرے میں ٹھوکریں کھا رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ نعمت متقی کو ہوش سنبھالتے ہی آسان اور سیدھے راستے پر چلاتی ہے اور زندگی کا اختتام نفسِ مطمئن کے طور پر کرواتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[2]

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔

---

[1] البقرۃ:2

[2] آل عمران:200

ہم میں سے کون فلاح و کامیابی کا خواہش مند نہیں بچہ ہوش سنبھالتا ہے اور کامیابی کا پیچھا کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس کے حصول کے کسی امکان کو نہیں چھوڑتا۔ قرآن کہتا ہے تقوی والوں کی کامیابی کا زیادہ امکان ہے۔

وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا[1]

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا

وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بٰلِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا[2]

ترجمہ: اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے

وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا[3]

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا

---

[1] الطلاق:2

[2] الطلاق:3

[3] الطلاق:4

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا[1]

ترجمہ: یہ اللہ کا حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اتارا اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے بڑا ثواب دے گا

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْن، اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ[2]

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

---

[1] الطلاق:5

[2] الیونس: 64،63،62

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ[1]

ترجمہ: بولے کیا سچ مچ آپ ہی یوسف ہیں کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بیشک اللہ نے ہم پر احسان کیا بیشک جو پرہیز گاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ[2]

ترجمہ: اور کافر جہنّم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ گروہ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن سے کے ملنے سے ڈراتے تھے کہیں گے کیوں نہیں مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اترا۔

---

[1] الیوسف:90

[2] الزمر:71

بقیہ اعضاء کا روزہ

ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو حرام اور مکروہ کاموں سے محفوظ رکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا[1]

ترجمہ: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے

ہاتھ کسی ناجائز اور حرام کام میں مشغول نہ ہوں اور پاؤں کسی گناہ کی طرف نہ اٹھیں۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ[2]

ترجمہ: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

---

[1] بنی اسرائیل :36

[2] یٰس :65

حصولِ تقویٰ کا اسلوب

کسی بھی چیز کے حاصل کرنے کا سب سے آسان اسلوب یہ ہے کہ وہ چیز جہاں وافر مقدار میں خزینے کی صورت میں موجود ہو وہاں چلا جائے اور طے شدہ قاعدے، قوانین ،اسلوب اور آداب کے ساتھ اسے حاصل کر لے۔

یہی اسلوب حصول تقویٰ کے بارے میں بھی ہے۔ تقویٰ یعنی کہ "اللہ کی ماننا"، اللہ کا ڈر ،خوف اور خشیہ الہیٰ کا خزینہ امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللهِ أَنَا[1]

ترجمہ: بے شک میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اسے جانتا ہوں۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ،

[1] اخرجه بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اعلمکم باللہ، وان معرفة فعل القلب لقول اللہ تعالیٰ ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم (البقرۃ: 225)

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه وعنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لکل شیئ معدن ومعدن التقویٰ قلوب العارفین[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے ہر شے کے لئے کان ہے اور تقویٰ کی کان اولیاء کے دل ہیں۔

اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صحیح معنوں میں تقویٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت، غلامی، توجہ اور صحبت سے عطا ہوا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی پہچان لوگوں کو دینے اور ان کی قلوب و نفوس کے تزکیہ و تصفیہ کے اسلوب میں استاذ، رہبر، رہنما کی صورت میں امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ عطا فرمائی۔ استاذ، رہبر کا رشتہ، یہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ یہ نعمت اس کے لیے ایمان، صراطِ مستقیم، رجوع الی اللہ، توبہ، حصول بندگی، تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، حقیقتِ نماز اور باقی ہر ہر نعمت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ استاذ کی اس عظیم نعمت کی عظمت کو واضح کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] المعجم الکبیر حدیث 13185 المکتبة الفیصلیة بیروت 12/303

لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ[1]

ترجمہ: بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

لاتعداد نعمتوں سے نوازتے ہوئے کبھی ان کا ذکر یوں نہیں فرمایا کہ یہ میں نے تم پر احسان کیا، مگر نعمت عظمیٰ کا ذکر کرتے ہوئے خبردار کیا کہ اس عظیم نعمت کو ہلکا جاننے کی جسارت نہ کرنا، یہ میرا احسان ہے کہ میں نے تم میں ایسا کامل رہبر ورہنما بھیجا ہے۔ جو علم کی ہر جہت میں کامل واکمل ترین ہے۔ یہ رہبر کامل تمہیں نہ صرف میری آیتوں کے ذریعے میرے احکامات پہنچاتا ہے بلکہ اسکی سنگت، صحبت اور نورانی توجہ دلوں کا تزکیہ اور

[1] آل عمران: 164

قلوب کا تصفیہ کر کے بندے کو توبہ اور بندگی میں ڈھالتی ہے، اسکے نتیجے میں احکامات خدا بندے کی طبیعت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ احکامات خدا کی حکمت بندے کے دل میں اس طرح اتر جاتی ہے گویا کہ شریعت مطہرہ پر بلا تکلف عمل فطرت ثانیہ بن جاتا ہے۔

مذکور بالا نعمتوں اور کیفیات کے حصول کے لیے استاذ، رہبر، راہنما، مرشد و مربی کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ ابوالانبیاء، خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی آنے والی قوم کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ ان کو بندگی سکھانے اور قلوب کے تزکیہ و تصفیہ کے لیے ان میں برکت والا عظیم المرتبت رسول بھیج جس کی صحبت انکو توبہ والا، بندگی والا، تزکیہ و علم و حکمت والا بنادے۔

ارشاد ہوتا ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[1]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول ﷺ مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت

[1] البقرۃ: 129

کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنادے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

قرآن عظیم الشان کے فرمان کے مطابق توبہ میں آنے یعنی کہ کھلی گمراہی سے نکلنے کے لیے حکایات خدا کے علم کے ساتھ ساتھ باطن اور قلوب و زبان کا تزکیہ و تصفیہ ضروری ہے۔ نماز میں خشوع و خضوع اور حقیقتِ نماز کا حصول اسی تزکیہ کے ساتھ ہے اور اس کی برکت سے فحش اور منکر سے بچنا نصیب ہوتا ہے۔ یہ تزکیہ و تصفیہ کامل و اکمل استاذ، رہبر ، راہنما، مرشد کی نسبت، صحبتِ پر اثر اور نگاہِ توجہ کے بغیر ممکن نہیں

مربّی، استاذ اور رہبر کی سنگت اور صحبت

ارشاد ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْأُمِّیِّینَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ[1]

[1] الجمعة: 2

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول ﷺ کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بیشک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

مزید ارشاد فرمایا کہ تمہیں گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی تک پہنچانے کیلئے ایسا کامل معلم ﷺ عطا کیا جو علم و ہدایت عطا کرنے والا ہے۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ[1]

ترجمہ: اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفسًا و قلبًا) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

---

[1] البقرۃ:151

یعنی کے اللہ کے سامنے سرخروئی و کامیابی حاصل کرنے، یعنی کہ توبہ و بندگی میں آنے، گمراہی سے نکلنے اور اس کے بعد ارکانِ اسلام خصوصاً نماز، روزہ وغیرہ کو کما حقہ ادا کرنے کے لیے اللہ نے احسان کرتے ہوئے امت کی آسانی کے لیے اپنا خاص بندہ اور رسول بھیج دیا، جس کی نسبت، سنگت و صحبت بندوں کے دلوں کو توبہ، خشیہ الٰہی اور تقویٰ و پرہیزگاری سے مزین کر کے ہدایت یافتہ بنا کر ارکانِ اسلام پر حقیقت میں عمل والا بنا دیتی ہے۔ گویا کہ وہ بندوں سے ان کی دوئی دور کر کے، ماسوا سے نکال کر حقیقی بھلا کرنے والے مالک، رب تعالیٰ سے جوڑ دے تو بلا تکلف بندگی کا اظہار اس کے سامنے خشوع و خضوع کی صورت میں نظر آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے اعلیٰ اخلاق انك لعلیٰ خلق عظیم [1] اور تمام تر حسن کمال سے سرفراز فرما کر بھیجا تاکہ جو دیکھے فریفتہ ہو جائے۔ اسی لئے کائنات کی ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرعوب اور عاشق ہو کر اطاعت میں آجاتی تھی، کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ میں حق سورج کی روشنی سے بھی زیادہ بڑھ کے واضح تھا۔ آپ کے حسن و کمال میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں تھی۔ اسی لئے کائنات کی ہر چیز آپ کی اطاعت کے اندر خودکار

[1] القلم: 4

تھی۔ جیسے سورج کا پلٹنا، شق قمر، درخت کا چلنا، جانوروں کا آپ سے بات کرنا اور دیگر معجزات مصطفیٰ ﷺ جن کو ایک ہی باب میں یکجا کرنا ممکنات کی حدوں کو پھلانگتا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر فرق تھا تو صرف انسان کیلئے تھا کیونکہ صرف انسان تھا جو صاحب نفس تھا جس کی موجودگی کی وجہ سے اس کیساتھ میلان نہیں بنتا تھا۔ جن پاک نفوس کا میلان خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بن گیا ان کو اطاعت خداوندی بھی ملی اور ان کی نماز اور دیگر عباداتِ خشوع و خضوع والی ہو گئیں۔

انسان کے دل میں بے ادبی اور اعتراض نہ ہوتا تو وہ بھی خالی نہ رہتا۔ کیونکہ اعتراض والے اور بے ادب کے لئے اللہ تعالیٰ نے گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ[1]

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ[2]

---

[1] البقرۃ: 10

[2] اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان

ترجمہ: تم میں سے کوئی (کامل) ایمان والا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کو اس کی اولاد اس والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

گویا کی جب تک اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز سے زیادہ پیارا نہیں ہوتا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے حالات پر نظر ڈالیں تو واضح ہو جاتا ہے ان کو اس محبت کے طفیل اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق نصیب ہوا کہ انکی نمازیں حقیقت کا روپ دھار گیئں۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارکہ سے فیض پانے کے باعث، یعلمهم الكتاب والحكمة و يزكيهم سے مستفیض ہو کر ان کے قلوب روشنی پا چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارکہ نے ان کے قلوب اور نفوس کو نور سے بھر دیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور وارفتگی میں نمازیں معراج بن گیئں۔

قیامت تک کیلیے رشد و ہدایت کا اسلوب- نیابت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الحمدللہ ختم نبوت کے تاج کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج بھی اور قیامت تک اپنی تمام شانوں کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فیض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے لئے معرفت خداوندی اور حصولِ حقیقتِ نماز کا ذریعہ ہے۔

کسی نے آپ ﷺ کے کسی سچے غلام سے محبت کی تو وہ بھی محبت مصطفی ﷺ سے خالی نہ رہا۔ گویا رحمت عالم ﷺ کے نور سے مزین فردِ صالح کے ساتھ قلبی تعلق قائم ہونے سے دل میں حضور ﷺ کی محبت کے سرچشمے ضرور پھوٹتے ہیں اور وہ دل ہدایت سے خالی نہیں رہتا۔

یہ دین ہمیشہ کیلئے آیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔ اسلئے صالحین کی صحبت سنگت میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیساتھ جو لگتے رہے ان کے اندر بھی یہ انقلاب آتا گیا، انہیں بھی عبادات میں حضوری نصیب ہوتی گئی۔

اولیاءاللہ کی نسبت اور سنگت

قرآن عظیم الشان میں ایمان والوں کو خطاب فرمایا گیا کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، ڈرتے رہو توبہ کی حالت میں رہو، خشوع کو اختیار رکھو، اور یہ حالت کیسے میسر آئے گی؟ بتا دیا گیا کہ صادقین، سچوں، صالحین، اللہ والوں کی نسبت و صحبت میں رہو یہ نسبت سنگت و صحبت تمہارے دلوں کو تقویٰ والا بنا کر توبہ سے مزین رکھے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ[1]

---

[1] التوبہ:119

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل

رہو،

ارشاد پاک میں لفظ **کونوا** کا ذکر آیا۔ یہ فعل امر ہے۔ مطلب یہ کہ ہمیشہ اپنے آپ کو اولیاء اللہ اور صالحین کو نسبت و سنگت میں رکھو تاکہ توبہ اور رجوع الی اللہ تمہارے دلوں کا حصہ بنا رہے۔ اور اس کی برکت سے عبادات اپنی تاثیر میں زندہ رہیں اور اس تاثیر سے انسان گناہوں سے بچا رہے۔ شریعت مطہرہ پر بلا تکلف عمل گویا کہ حقیقت بندگی کامل جانا ہے اور یہ اللہ کی بہت بڑی رحمت و نعمت ہے۔

قرآنِ عظیم الشان میں ارشاد ہوتا ہے،

إِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ[1]

ترجمہ: بیشک اللہ کی رحمت احسان شعار لوگوں (یعنی نیکوکاروں) کے قریب ہوتی ہے۔

[1] الاعراف:56

واضح طور پر فرمایا گیا کہ رحمت کی تلاش ہو تو محبین اور عارفین کے قرب میں چلے آؤ۔ اور پھر ان صادقین کی صحبت کو لازم پکڑے رہو۔ ان کی سنگت دائمی طور پر اختیار کیے رکھو تاکہ رحمتوں کا رخ تمہاری جانب رہے اور تمہیں توبہ نصیب رہے، خشیت الٰہی تمہارے قلوب کا حصہ رہے۔ تاکہ ترکِ معصیت اور اصلاح احوال بلا تکلف عمل میں جاری ہو سکے۔

صحابہ کرام کی زندگیوں میں انقلاب آقا کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ کے فیض سے تھا۔ پیرِ کامل، مرشدِ اعظم حضور ﷺ کے ساتھ نسبت اختیار کرنے اور اس فیض رساں صحبت کو اختیار کئے رکھنے کا اعجاز تھا کہ ان اصحاب کو رضائے الٰہی کی سند عطا ہوئی اور قرآن میں متعدد مقامات پر انہیں رضی اللہ عنہ سے پکار کر یہ اعزاز عطا کیا گیا۔ سلسلہ نبوت پورا ہونے کے بعد بھی توبہ اور بندگی کے حصول کا یہی طریق جاری رہا اور قیامت تک جاری رہنے والا ہے۔

آقا کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام سے تابعین اور پھر ان سے تبع تابعین نے یوں ہی نسبت اختیار کی، صحبت سے فیض پایا اور مقصد حیات یعنی بندگیِ خداوندی حاصل کی رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آنے والی امت کے لیے یونہی جاری و ساری کر دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ ، ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتداء نبوت اور رحمت بنایا، اور اب خلافت اور رحمت ہو جانے والا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے بعد امت کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتداء کا حکم کیا اور فرمایا:

فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي - وَأَشَارَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ[2]

ترجمہ: ان دو شخصوں کی اقتداء کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّيْنَ الرَّاشِدِيْنَ[3]

---

[1] رواہ الطبرانی فی الکبیر

[2] سنن الترمذی۔ ابواب المناقب۔ مناقب ابی بکر الصدیق

[3] سنن الترمذی۔ أبواب العلم باب ما جاء فی الأخذ بالسنۃ واجتناب البدع

ترجمہ: میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے راشدین کی سنت کو۔

آپ ﷺ نے فرمایا

مَا صَبَّ اللّٰهُ فِي صَدْرِي شَيْئًا إِلَّا صَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے کے اندر رکھا میں نے اسے ابو بکر کے سینے کے اندر منتقل کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے سینے کے انوار کی منتقلی کی نسبت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب فرمائی۔ بعد میں آنے والے اپنے وارثین اولیائے کاملین کے بارے میں بھی فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِيمَا أَعْلَمُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا[2]

---

[1] الحاوی للفتاوی: عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی

[2] اخرجه ابوداؤد فی السنن، باب ما یذکر فی قرن المائة

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے علم کے مطابق کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے پورا ہونے پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کا دین تازہ کرتا رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

كَانَتْ بَنُوْا إِسْرَائِيلَ تَسُوْسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.[1]

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد

[1] اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب احاديث الانبياء، باب ذكر عن بني اسرائيل

دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

ہادی دو عالم ﷺ نے اپنے سچے وارثین سے نسبت اختیار کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کا واضح حکم دیا اور اس کی اہمیت بیان کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا [1]

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں۔

اللہ سے وہی ڈرتے ہیں اور توبہ میں رہتے ہیں جو اللہ کی حقیقی پہچان رکھتے ہی۔ یہاں پر العلماء میں ال تخصیص کے لیے آیا ہے یعنی صرف ظاہری و دنیاوی علم والا نبی کا وارث نہیں بلکہ تقویٰ و طہارت سے مزین، رسول اللہ ﷺ کے سینے والے نور ایمان و معرفت الٰہی کے حاملین علماء یعنی کہ اولیاءِ کاملین کی بات فرمائی گئی۔

علم کی وراثت کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] الفاطر:28

وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ[1]

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ علم جو دل کے اندر ہوتا ہے یہ علم تو نفع دیتا ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو زبان کے اوپر ہوتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی دلیل و حجت ہے اپنے بندوں پر۔

علم کی دونوں جہات کی بات کی گئی۔ یتلوا علیھم والے پہلو کے ساتھ ساتھ یزکیھم کو بھی شامل رکھا گیا یہ کہ قلب کا علم تزکیہ و تصفیہ کا ذریعہ اور حصول توبہ کا طریقہ ہے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کے سچے اور کامل وارثین کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے۔

[1] مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، ما ذکر عن نبینا ﷺ فی الزھد رقم 34361؛ البیھقی فی شعب الایمان، رقم 1686؛ مشکاۃ المصابیح، رقم 270؛ سنن الدارمی، رقم 374؛ الترغیب والترھیب، رقم 139؛ الزھد والرقائق لابن مبارک، رقم 1161

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِذِكْرِ اللهِ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللهُ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک کچھ لوگ یادِ الٰہی کی چابیاں ہیں کہ انہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيُّ جُلَسَائِنَا خَيْرٌ قَالَ مَنْ ذَكَّرَكُمُ اللهَ رُؤْيَتُهُ وَزَادَ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ وَذَكَّرَكُمْ بِالْآخِرَةِ عَمَلُهُ[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہمارے بہترین ہم نشین کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا ہم نشین جس کا دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

---

[1] المعجم الكبير للطبراني، باب العين، من اسمه عبد الله، عبد الله بن مسعود الهذلي، باب

[2] مسند أبي يعلى، مسند ابن عباس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انسان اپنے محبوب ساتھی کے دین پر ہوتا ہے۔ تو تمہیں چاہیئے کہ غور کرو کس سے دوستی کر رہے ہو۔

چودہ سو سال کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ سلسلہ رشد و ہدایت معلم کائنات کے ارشاد کے عین مطابق ہی نظر آیا۔

قیامت تک کے لیے ہدایت کے نور سے دلوں کو مزین کرنے کا یہ سلسلہ حضور ﷺ کے خلفاء اور مقربین کے ذریعے رب رحیم نے یوں جاری فرمادیا کہ جو کوئی بھی نسبت اختیار کرتا گیا، صحبت میں قائم رہا، توبہ، اصلاح احوال اور استقامت اس کا مقدر بنی اور وہ حقیقی معنی میں بندگی میں ڈھلتا گیا۔ کیونکہ یہ صحبت بعینہ اسی طرح ان کو ہدایت کی تینوں جہتوں سے نوازتی تھی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے سامنے حاصل کی تھی۔

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب مَنْ يُؤْمَرُ أَنْ يُجَالِسَ

اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنے کے ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا[1]

ترجمہ: اور اپنی جان کو ان لوگوں کے ساتھ مانوس رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تیری آنکھیں دنیوی زندگی کی زینت چاہتے ہوئے انہیں چھوڑ کر اوروں پر نہ پڑیں اور اس کی بات نہ مان جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا

قرآنِ کریم کی مخاطب امتِ رسول ﷺ بھی ہے، چنانچہ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں اللہ کی یاد والوں کی صحبت اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

---

[1] الکھف: 18

معلومات، ان کا فہم و حکمت اور پھر سب سے بڑھ کر تزکیہ باطن، یہ بنیادی ستون ہیں جن پر قصرِ ہدایت قائم ہے۔ ان میں سے ایک کی بھی غیر موجودگی سے باقی بھی اپنا وزن کھو دیتی ہیں۔

معلومات حاصل ہو جانے کے بعد ان کا فہم حاصل ہونا، اس کی گہرائی کو واضح کرتا ہے ،ان کی حکمت حاصل ہونے سے "مراد بہ" کا شعور وادراک حاصل ہوتا ہے۔

مگر یہ علم نافع تب تک نہیں جب تک یہ عمل میں شامل نہ ہو جائے۔ عمل کا تعلق چونکہ دل سے ہے تو عمل میں شامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ دل اس پر مائل اور راضی ہو۔ اور دل کو معلومات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ "تزکیہ" ہے کہ یہ وہ آلہ ہے جو طبیعت کی علم کے ساتھ مناسبت قائم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ طبیعت کی یہ مناسبت شریعت کے ساتھ مزاج آشنائی پیدا کرتی ہے کہ شریعت مطہرہ بلا تکلف عمل میں رائج ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل کے مرحلے سے گزر کر اخلاص حاصل ہوئے بغیر ہدایت کامل نہیں۔

اللہ نے اپنے فضل سے ہدایت کا یہ سلسلہ اولیائے کرام کی شکل میں قیامت تک کے لئے جاری فرمایا ہے اور یہ حاصل کرنے کے لئے نسبت اور سنگت اختیار کرنے کا حکم جاری

فرمایا ہے۔ ان مبارک صحبتوں اور سنگتوں کی بدولت جب نفوس اور قلوب کو نور نصیب ہوتا ہے تو بلا تکلف محبت کا غلبہ اطاعت میں خشوع و خضوع ڈال کر عبادت کی روح بن جاتا ہے۔ پھر انسان کی ہر نماز صورت سے نکل کر حقیقت کا روپ دھار لیتی ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: اچھی صحبت تجھے اچھا بنا دے گی اور برے بندے کی صحبت تجھے برا بنا دے گی۔

جہاں اچھی صحبت کا ثمر ہے وہیں بری صحبت سے بچنا انتہائی ضروری ہے

صحبت کا انسانی عادات میں دخل کوئی ڈھکا چھپا نہیں۔ بری صحبت سے اجتناب نہ کرنا استقامتِ توبہ کو مانع عوامل میں سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اچھی صحبت اور بری صحبت کو ایک عظیم مثال کے ساتھ سمجھایا چنانچہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ، كَحَامِلِ المِسْكِ وَنَافِخِ الكِيرِ، فَحَامِلُ المِسْكِ:

إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً [1]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھے اور برے ساتھی کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مشک لئے ہوئے ہے اور بھٹی دھونکنے والا ہے، مشک والا یا تو تمہیں کچھ دیدے گا یا تم اس سے خرید لوگے یا اس کی خوشبو تم سونگھ لوگے (یعنی ہر صورت فائدہ ہی فائدہ ہے) اور بھٹی والا یا تو تمہارے کپڑے جلادے گا یا تمہیں اس کی بدبو پہنچے گی۔ (یعنی ہر صورت میں نقصان ہی نقصان ہے۔) اچھے اور برے مصاحب کی مثال مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے۔ مشک اٹھانے والے سے یا تو مشک خریدے گا یا تجھے اس سے عمدہ خوشبو آئے گی جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلائے گا یا تجھے اس سے ناگوار بُو آئے گی۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی میٹھے انداز میں اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان فرمائی۔

---

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح: کتاب الذبائح والصید باب المسک ۔ والصحیح المسلم

چنگے بندے دی صحبت یار وجیویں دکان عطاراں

سودا بھاویں مول نہ لئے حلے آن ہزاراں

بُرے بندے دی صحبت ایوں جیویں دکان لوہاراں

کپڑے پاویں کُنج کُنج بہیئے چنکاں آن ہزاراں

محبت اور قلبی تعلق کے ساتھ صحبت صالح

صحبت صالح بے شک تزکیہ نفس کے حصول کا پہلا زینہ ہے مگر اس صحبت کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا اس سے بھی کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ صحبت مبارکہ سے فیض یاب ہونے ،اور اس سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کیلئے یہ آداب گویا شرط کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

صحبت صالح کی تاثیر پانے کیلئے پہلی شرط محبت ہے۔ قلبی تعلق قائم ہوئے بغیر صحبت کا اثر پذیر ہو جانا محال ہے۔جب تک اس استاذ رہبر رہنما کے ساتھ محبت اور ادب والا قلبی تعلق نہ بنے تب تک بات ادھوری رہتی ہے۔اسی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ[1]

---

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح ، کتاب الایمان ، باب حب الرسول ﷺ من الایمان

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب میں نہیں ہوتا۔

یعنی جب تک میں تم کو ہر چیز سے زیادہ پیارا نہیں ہوتا تمہارا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اسلئے ان کے ساتھ محبت اور ادب کا تعلق تھا جس نے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم پر اثرات مرتب کئے۔

آقا کریم ﷺ کی زندگی مبارکہ اُمت کیلئے واضح اور روشن مثالوں سے معمور ہے۔ آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ میں تو بہت سے لوگ رہے مگر نورِ ہدایت سے فیض یاب وہی ہوئے جن کے دل محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہوئے۔ ان کو عبادات بشمول نماز کی پابندی، حلاوت اور بلا تکلف بجاآوری نصیب ہوئی۔

یہ محبت اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل تھی اسی لئے تو ان کی تمام عبادات سے بڑھ کر عبادت چہرہ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت تھی۔ اسی محبت میں وہ ہمہ وقت اپنا مال، جان، گھر، بار آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کے لئے لٹانے پر تیار رہتے تھے۔ یہ جو حضور ﷺ سے کامل محبت تھی جس نے اندر وہ اللہ تعالی کی ایسی محبت پیدا کر دی کہ جس کے بارے میں فرمان خداوندی ہے کہ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[1]

ترجمہ: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں

جن کو حضور ﷺ سے محبت ہوئی وہ اللہ تعالیٰ سے بھی شدید محبت میں آ گئے۔ وہ ادب، محبت، نسبت اور صحبت اطاعت کا باعث بنی اور اس کیلئے ادب شرط ہے۔ حضور ﷺ کی صحبت میں ابو جہل کو ایمان نصیب کیوں نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ اعتراض والا تھا محبت سے خالی تھا بے ادب تھا۔ آپ ﷺ کی صحبت میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عثمان المعروف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو زیادہ مقام کیوں ملا؟ اسی لئے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ محبت کی اور محبت کے تقاضے آپ نے پورے فرمائے اور یہ تقاضے اگر کسی نے صحیح معنوں میں پورے کئے تو وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئے وہ خود فرماتے ہیں مجھے تین چیزیں پسند ہیں:

اَلنَّظْرُ اِلَيْكَ وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلَيْكَ وَالْجُلُوْسُ بَيْنَ يَدَيْكَ[2]

---

[1] البقرۃ: 165

[2] اخرجہ حقی فی تفسیر روح البیان، سورۃ 12 یوسف، آیت 21

ترجمہ: (۱) آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا دیدار کرتے رہنا (۲) آپ ﷺ پر اپنا مال خرچ کرنا (۳) آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہنا۔

حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت عبد اللہ بن عثمان المعروف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ مقام کیوں ملا آپ نے فرمایا: نہ کثرت عبادات سے نہ صدقہ و خیرات سے نہ روزے اور نماز سے بلکہ حضور ﷺ سے تعلق میں جو ان کے اندر اخلاص پیدا ہوا تھا اسکی وجہ سے اس کے اندر یہ دولت پہنچی ہے۔

جو لوگ حضور ﷺ کے ساتھ نسبت کے بعد محبت میں کامل ہو گئے تو ان کے اندر اطاعت الٰہی اور خشیہ الٰہی بھی آٹو میٹک آ گئے۔ ان سے آذان سنتے ہی رہا نہیں جاتا تھا اور اگر تکبیر تحریمہ فوت ہو جاتی تھی تو اس کے غم میں ڈوب جاتے تھے اور ایسے روتے تھے جیسے گھر میں والدہ فوت ہو گئی ہو۔ اللہ سے معاملات بھی ان کے اس طرح اعلیٰ رتبے والے ہو گئے اور بندوں کے ساتھ بھی معاملات ایسے بنے کہ انکی مثال کا عکس بھی دنیا میں کہیں نہیں ملتا۔ گویا تزکیہ نفس اور تقویٰ کا حصول حسنِ نیت کے بعد صحبتِ صالحین سے ہے اور ان کی صحبت کی صحیح معنوں میں تاثیر حاصل کرنے کیلئے محبت سے معمور ہونا شرط ٹھہرا۔

محبت اور صحبت کا یہ امتزاج تھا جس نے دلوں کو ماننے والا بنا ڈالا تھا۔ تزکیہ باطن کر کے طبیعت کو شریعت میں یوں ڈھال دیا تھا کہ ان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے صرف ہوتا تھا۔ وہ فقط اطاعت تک محدود نہ تھے بلکہ عبادت کی اصل ان کی زندگی کا مقصد بن چکی تھی پھر بھلا استقامت توبہ کیونکر مشکل محسوس ہوتی منہیات ان سے دور کیسے نہ ہوتی کہ وہ محض مجبوراً حکم کی تکمیل نہیں کرتے تھے بلکہ محبت اور وارفتگی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ محبوب کی خفگی کے خوف سے ان کا خیال بھی اس طرف نہ جاتا تھا کہ جس امر سے رک جانے کا حکم دیا گیا ہو۔ نافرمانی کی ماہیت یوں واضح تھی، کہ وہ حقیقتاً معصیت سے گھن محسوس کرتے ہوئے اس کے قریب بھی جانا گوارہ نہ کرتے۔ اگر کبھی بشری تقاضا کے باعث سستی ہو جاتی تو کوئی بہانہ گھڑنے کی بجائے نافرمانی کے داغ سے پاک ہونے کی فکر دامن گیر ہو جاتی۔ وہ ہمہ وقت رجوع الی اللہ اور توبہ کی طرف لوٹنے والے تھے۔ محبت رسول ﷺ اور صحبتِ مبارکہ کا یہ اعجاز تھا کہ وہ فرض، سنت تو ترک ہو نادر کنار، مستحب چھوٹ جانے پر خوف زدہ ہو جاتے اور خشیت الٰہی ان پر طاری ہو جاتی۔ محبتِ رسول ﷺ کی شدت نے انہیں اشد حباً للہ کی صفت سے نواز دیا تھا۔ خود احتسابی کا یہ عالم تھا کہ وہ سب احسان کے درجہ پر فائز تھے۔ اب ان کا حکم ماننا فقط

اطاعت نہیں تھا بلکہ حقیقی توبہ نے انہیں حقیقی بندگی عطا کر دی تھی۔ ایسی بندگی اصلاً مقصدِ حیات ہے۔ ان کی عبادت محبت سے یوں لبریز ہوتی تھی کہ کسی لمحہ یادِ الٰہی سے دور رہنا سوہانِ روح محسوس ہوتا تھا۔

حدیث شریف اس پر دلیل ہے:

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَبْكِي فَقَالَ مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا أَبَا بَكْرٍ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى الْأَزْوَاجِ وَالضَّيْعَةِ نَسِينَا كَثِيرًا قَالَ فَوَاللهِ إِنَّا لَكَذَلِكَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللهِ نَكُونُ

عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِينَا كَثِيرًا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى الْحَالِ الَّذِي تَقُومُونَ بِهَا مِنْ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِي مَجَالِسِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَعَلَى فُرُشِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً[1]

ترجمہ: حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے کاتب حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے روتے ہوئے گزرے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حنظلہ کیا ہوا؟ عرض کیا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! حنظلہ منافق ہو گیا۔ اس لئے کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو ہم اس طرح ہوتے ہیں گویا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں لیکن جب ہم آپ ﷺ کی مجلس سے لوٹتے ہیں تو اپنی بیویوں اور سامان دنیا میں مشغول ہو کر اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

---

[1] اخرجه ترمذی فی الصحیح۔ أبواب صفة القیامة

اللہ کی قسم میرا بھی یہی حال ہے۔ چلو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چلتے ہیں۔ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حنظلہ تجھے کیا ہوا۔ عرض کیا۔ میں منافق ہو گیا یا رسول اللہ ﷺ کیونکہ جب ہم آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن جب ہم اپنے گھر بار اور بیویوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ان نصیحتوں کا اکثر حصہ بھول جاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اس حال پر باقی رہو جس پر میرے پاس سے اٹھ کر جاتے ہو تو فرشتے تمہاری مجالس، تمہارے بستروں اور تمہاری راہوں میں تم لوگوں سے مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن حنظلہ کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے اور کوئی کیسی۔

درج بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کامل اولیائے کرام کی صحبت ہی وہ حقیقی جگہیں ہیں کہ جہاں بیٹھ کر خشیہ ملتا ہے، توبہ ملتی ہے، شریعت مطہرہ پر بلا تکلف عمل نصیب ہو جاتا ہے، عبادات خصوصاً نماز میں حلاوت اور خشوع و حضوع

میسر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کامل ہستیوں کے صدقے سے ہمیں بھی حقیقی توبہ اور حقیقی بندگی نصیب کرے۔

ادب اور محبت سے صحبتِ صالح میں بیٹھنے کا اثر

ادب اور محبت سے صحبتِ صالح میں بیٹھنے کا اثر ہدایت کیساتھ ہوتا ہے اور ہدایت نور ہے۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی[1]

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ[2]

ترجمہ: بھلا اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا ہو تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر (فائز) ہو جاتا ہے، (اس کے برعکس) پس اُن لوگوں کے لئے

---

[1] الفتح: 28

[2] الزمر: 22

ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے (محروم ہو کر) سخت ہو گئے، یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں

اب ہدایت کا ذریعہ اللہ کا کلام ہے۔

هُدًى لِّلنَّاسِ[1]

ترجمہ: لوگوں کیلئے ہدایت۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ[2]

ترجمہ: ہدایت ہے ڈر والوں کو۔

جس کو ہدایت میسر آجاتی ہے، اسے شریعت پر عمل دشوار نہیں لگتا، اسکی زندگی میں سنت مطہرہ کا رنگ نظر آتا ہے۔

قرآن عظیم الشان تو ہمارے ساتھ موجود ہے، اسکی تلاوت اور وعظ و نصیحت بھی بہت ہوتی ہے، درس و تقاریر بھی ہوتے ہیں لیکن یہ ہدایت موجود ہونے کے باوجود، بندے کے اندر گھلتی نہیں، اس کے نفس اور طبیعت کا حصہ نہیں بنتی اور وہ ہدایت یافتہ

---

[1] البقرۃ: 185

[2] البقرۃ: 2

نہیں ہوتا۔ جس طرح قرآن میں حکم ہے نماز پڑھو، اب علم کیساتھ عقل والے بندے کو تو پڑھنی چاہیے۔ لیکن اس کا نفس پڑھنے کی طرف راغب نہیں ہوتا تو وہ نماز ادا نہیں کرتا، کیونکہ اس کے اندر ابھی ہدایت داخل نہیں ہوئی، اس کے ساتھ تو موجود ہے۔ اسکی مثال اس طرح ہے کہ پانی میٹھا کرنا ہو تو اس کے اندر چینی گھولنے کی ضرورت ہے۔ چینی اس کے ساتھ رکھنے سے پانی میٹھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ ہدایت وہ نور ہے جب تک اسکے نفس کے اندر داخل نہ ہو اسکو ہدایت والا نہیں بناتا۔ تو اللہ نے قرآن لوگوں کو ہدایت تقسیم کرنے کیلیئے دیا تھا اسلیئے پورے قرآن کا نور و ہدایت اور ہر خشک اور تر کا علم اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے قلب اطہر مبارک میں ڈالا۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا[1]

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ.[2]

---

[1] الفرقان:1

[2] الشعراء:193-194

ترجمہ: اسے روح الامین لے کر نازل ہوئے، آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈر سنانے والوں میں سے ہو جائیں

اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مبارک تمام مخلوقات سے زیادہ ہے۔ اور اس قلب اطہر مبارک کے اندر اللہ پاک نے اپنی معرفت اور پہچان کی ایسی آگہی اور شعور رکھا تھا جو کسی اور کا نصیب نہیں تھا۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ[1]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا، اسکے نور کی مثال ایسے ہے جیسے کہ ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔

اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور بھرا دل ہے۔ اس قلب سے جس نے ادب اور محبت سے نسبت حاصل کی۔ اور اس پر استقامت اختیار کی۔ اسکے دل میں بھی یہی نور داخل ہوا اور اسکو سمجھنے والے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

---

[1] النور: 35

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حضور ﷺ فرماتے ہیں

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَسْعَدَةَ، نا قَتَادَةُ، نا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الْإِسْلَامُ عَلَانِيَةٌ، وَالْإِيمَانُ فِي الْقَلْبِ «ثُمَّ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ» :التَّقْوَى هَاهُنَا، التَّقْوَى هَاهُنَا[1]

ترجمہ: اسلام واشگاف ہے اور ایمان کی جگہ انسان کا دل ہے۔ آپ نے تین مرتبہ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ[2]

[1] لإمام أحمد في المسند، مسند ابی یعلی

[2] الاعراف: 205

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل (نفس) میں یاد کرو زاری (گڑ گڑاتے) اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔

آیت مبارکہ میں آیا کہ اس نفس میں اپنے رب کو یاد کر۔ کسی چیز کو بار بار پڑھنا یاد کرنا ہوتا ہے لیکن یہ یاد اثر پذیر نہیں ہوتی۔ جب تک اس دل کے اندر یاد پختہ نہ ہو جائے اتنی دیر تک یہ دل کو یاد نہیں ہوتی۔ اس لئے جب تک اس کے اندر وہ یاد نہ پہنچے جس کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں۔

إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي[1]

ترجمہ: میری آنکھیں سو جاتی ہیں دل نہیں سوتا۔

نبی پاک ﷺ کے ساتھ نسبت میں آنے والوں کے سینوں پر حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک لگنے کی دیر تھی۔ کہ ان کے تمام لطائف کے اندر اللہ کا ذکر اور پھر کلمہ جو افضل الذکر ہے جاری ہو جاتا تھا اور اب اس نفس کو اللہ کی یاد آگئی اب اس نفس کو اپنا آپ چھوڑ

---

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ

کر اپنا رب رب لگنا شروع ہوا۔ پھر یہ نفس اطاعت والا بنا اسی لئے انہوں نے بھی اپنے اسلوب میں یہ سیکھایا جیسے سلطان باہو علیہ الرحمہ کا کلام ہے کہ

جنہاں حقیقی پایا مونہوں نہ الاوت ہو

ذکر فکر وچ رہن ہمیشہ دم نوں قید لگاون ہو

نفسی قلبی روحی سری اخفیٰ خفی کماون ہو

میں تنہاں توں جیڑے ہک نگاہ جیواون ہو

اور یہ ان کو معرفت خداوندی کی طرف راغب کرتا تھا۔اور اس کی وجہ سے وہ نفس اطاعت والے بن جایا کرتے تھے۔اسلئے نفس کی شر سے محفوظ ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مرشد کامل کے ساتھ ادب اور محبت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس صحبت اور سنگت کو اپنی ہر چیز سے زیادہ مقدم جانے تو وہ اپنے نفس کے شر سے محفوظ ہو سکتا ہے ۔اسلئے لگاتار اپنے مرشد کیساتھ اسکی حب کا قائم رہنا لازم ہے۔یہ اس کا اس امر کیلئے مرہون منت ہے یہ امانت کے طور پر ہے۔اس لئے صحابہ اکرام رضی اللہ عنھم جو اصلی حقیقی مرشد کی صحبت سے مزین تھے ان کا فرمان ہے۔کہ ابھی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں ڈالا ہی تھا تو ہمارے دل اس طرح ہو گئے جیسے سورج کے سامنے بادل آگئے ہوں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْدِي وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ جب وہ دن ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ (پہلے پہل) مدینہ میں داخل ہوئے تو اس کی ہر چیز پر نور ہو گئی، پھر جب وہ دن آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو اس کی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ابھی ہم نے آپ کے دفن سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے کہ ہمارے دل بدل گئے۔

ہم سب کیلئے یہ بات سوچنے کی ضرورت ہے کہ حضور ﷺ کے ظاہری پردہ پوشی کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی۔ تو ہماری کیا حالت ہونی چاہیے جب ہم اپنے کامل

[1] اخرجه الترمذی فی الصحیح، کتاب ابواب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب من فضل النبی ﷺ

شیخ کے سامنے رابطے میں نہ ہوں پھر ہمارے قلوب کی کیا کیفیت ہو گی اور کیا ہونی چاہیے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ[1]

ترجمہ: خبردار ہو جاؤ! کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے، سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔

فرمان رسول ﷺ کے مطابق بندے کے دل میں، قلب میں اللہ کی یاد کا، اللہ کے ذکر کا پودا لگنے سے اس کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہونا شروع ہوتا ہے لیکن صرف پودا لگنے سے کام نہیں بنتا، فائدہ تو تب ہوتا ہے جب وہ پودا پھل دے، قلب میں اور دیگر لطائف میں نسبت کے بعد جو ذکر الٰہی کا پودا لگتا ہے اس کا پھل اخلاص والے، اللہ کی قبولیت والے نیک اعمال ہیں صرف پودے لگانے سے پھل ملنا نہیں شروع ہو جاتا ہے

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان

بلکہ اس میں تگ ودو محنت اور وقت لگتا ہے۔آم کا درخت بھی لگایا جائے تو اس پر پھل آنے میں کئی سال لگتے ہیں وہ بھی اس صورت میں جب مالی کی توجہ ،اس پودے پر رہے وہ اس پودے کو وقت پر کھاد اور پانی دیتا رہے ۔فالتو شاخوں کی تراش خراش کرتا رہے۔ بیماریوں سے بچاؤ کیلئے اسپرے کرتا رہے اسی طرح مرید بھی اگر مرشد کے پاس آکر ذکر حاصل کر لے لیکن بعد میں رابطہ نہ رکھے مرشد کے پاس آنا جانا نہ رکھے اس کی توجہ اور نظر میں نہ رہے تو اس کا بھی تربیت و تزکیہ نہیں ہوتا نسبت میں آنے کے بعد مرشد کے پاس آتا جاتا رہے تو مرشد کی توجہ سے اس کے ذکر کے بوٹے کو پانی ملتا رہتا ہے ذکر پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ نفس کے جال اور دھوکے سے بچتا رہتا ہے اور جب اس پودے پر پھل آتا ہے تو پھر وہ بندگی میں ڈھلتا ہے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ بھی اس بات کو بیان فرماتے ہیں

الف اللہ چنبے دی بوٹی، من مرشد وچ لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی ملیا، ہر رگے ھر جائی ھُو
بوٹی اندر مُشک مچایا، تے جان پھولن تے آئی ھُو
جیوے مرشد کامل باھُو جِھن اے بوٹی لائی ھُو

فرمان باری تعالیٰ ہے

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ [1]

ترجمہ: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

دلوں پر بندے کے اپنے اعمال کی وجہ سے زنگ لگ جاتا ہے۔ اس لئے اس شہ رگ سے قریب رب تعالیٰ کا احساس ہی نہیں ہوتا اسے اللہ کی عظمت اور صفات کا ادراک ہی نہیں ہوتا۔ بندہ اپنے مالک کو بھول جاتا ہے۔ حتیٰ کہ نماز میں بھی حضور نہیں ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ [2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ

---

[1] المطففین:14

[2] سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ

نکتہ پڑ جاتا ہے، پھر جب وہ گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور استغفار اور توبہ کرتا ہے تو اس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے)سیاہ دھبہ مٹ جاتا ہے (اور اگر وہ گناہ دوبارہ کرتا ہے تو سیاہ نکتہ مزید پھیل جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے، اور یہی وہ "ران")زنگ(ہے جس کا ذکر اللہ نے اس آیت کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون، میں کیا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، ہر چیز کی صفائی کسی نہ کسی چیز سے اور دلوں کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ، إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ[1]

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی: ہر شَے کی صفائی کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہے اور

دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے کوئی چیز خدا کے عذاب سے نجات کے سلسلے میں ذکر الٰہی سے بڑھ کر مفید نہیں، حتی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں اگرچہ وہ اپنی تلوار سے اس کے ٹوٹنے تک وار کرتا رہے۔

دلوں کے زنگ کو دور کرنے کیلئے صاف کرنے والی چیز یعنی "ذکر اللہ" کا زنگ آلود چیز یعنی "دل" تک پہنچنا ضروری ہے۔

مثال کے طور پر اگر جسم پر گندگی لگی ہو تو پانی (صاف کرنے والی چیز) کا گندگی والی جگہ یعنی جسم تک پہنچنا ضروری ہے اسی طرح فرمان رسول ﷺ کے مطابق دل کی صفائی کے لئے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کیلئے بندے کے دل میں اللہ کے ذکر کا ہونا ضروری ہے۔

حضور غوث پاک بھی یہی بات فرماتے ہیں کہ زبان کا ذکر دل کو بھولا ہوا سبق یاد کروانے کیلئے ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات[1] میں فرماتے ہیں کی نسبت میں آنے کے بعد مرشد کی توجہ اور اسکے اذن سے

---

[1] الدعوات الکبیر البیہقی

لطائف سبعہ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ، نفسی، اور قالبی یکے بعد دیگرے اللہ کی یاد میں آتے ہیں اور مرید کے اندر ہر دم ذکر خدا جاری ہونے کا سبب بنتے ہیں جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر لطیفہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مختلف صفات کے نور کا حامل ہوتا ہے اور اسی نور کی تاثیر سے نفس انسان کے عناصر کی صفات رذیلہ سے تطہیر ہوتی ہے اور وہ اللہ کی صفات کی پہچان حاصل کر کے بندگی والا بنتا ہے۔

نسبتوں کے سلسلے۔ ہدایت کے چراغ

تاریخ میں ان جیسی کئی ہستیاں ہیں جیسے سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آنے والوں کے اندر سے نفوس کس طرح اطاعت والے بنے۔ اور وہ اس اطاعت کی وجہ سے پورے کے پورے سنت مطہرہ میں آ گئے۔ پھر اسی طرح خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نوے لاکھ مسلمان ہو کر مرید ہوئے کیا ان کے صرف نام ہی بدلے تھے یا کردار، اخلاق اور اطوار بھی بدل گئے تھے؟ وہ مکمل دین کے احکام کو پورا کرتے ہوئے سر تا پا شریعت کے رنگ میں رنگے گئے اور اسی طرح مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اکبر بادشاہ نے نئے دین کی

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب 22، 34، 58، 260

بنیاد رکھی تو کئی علماء بھی اس کی طرف مائل ہو گئے۔ لیکن امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ جن کے قلب منور میں حضور ﷺ کے سینے کی دولت موجود تھی۔آپ کے پائے استقلال میں ذرا بھر بھی لغزش نہ آئی اور آپ نے اس وقت میں بھی اللہ کے احکامات کو اجاگر فرمایا اور ایک ہزار سال کے مجدد بنے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی صحبت اور ادب والوں نے اس دور میں دین اسلام کی کما حقہ چاشنی بھی پائی۔اور الحمد للہ دور حاضر میں محبوب سبحان مجدد دوراں مرشد جہاں ابوالحبیب حضرت آخوندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی و خراسانی المبارک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادگان والا شان اور خلفاء عظام خصوصاً خلیفہ اجل غوث جہاں، طبیب روحاں، ابوالآصف حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی دامت برکاتہم القدسیہ اور ان کے وابستگان بھی اسی دولت سے مزین ہیں کہ جو کوئی بھی ان کی صحبت و سنگت میں بیٹھنے والا اپنے دل کے ادب و محبت اور سنگت پر استقامت کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے وہ سرتاپا شریعت کا نمونہ نظر آتا ہے اور مکارم اخلاق، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل کرتا ہے اور اسکے نفس کو اطاعت نصیب ہوتی ہے۔

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بری صحبت کی ظاہری صورتوں کے علاوہ بھی کئی شکلیں ہیں جو ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ بری صحبت کی ظاہری صورتوں کے علاوہ اس کی کئی مخفی شکلیں بھی ہیں مثلاً کیبلز، انٹرنیٹ، سیل فون اور اس میں استعمال ہونے والی میموری کارڈ، ٹی وی چینلز جو زیادہ خطرناک طریقے سے بری صحبت کا ذریعہ ہے۔ سائنسی ایجادات کے باعث دنیا سکڑ کر گلوبل ولیج کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ ان جدید ذرائع نے بلاشبہ علم و تحقیق کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا اور کوئی بھی ان سے صرفِ نظر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ لیکن نظریاتی تربیت کے فقدان اور علمی کم مائیگی کے باعث ہمارے اخلاق بری طرح تباہ ہو رہے ہیں۔ مزید یہ کہ ان ذرائع ابلاغ پر کنٹرول عالمی طاقتوں کے ہاتھ میں ہے جو باقاعدہ منصوبہ بندی سے اخلاقی بے راہ روی اور عریانی اور فحاشی کے فروغ میں دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔

چنانچہ جب تک اسی شد و مد سے صالح صحبتیں مہیا نہیں کی جاتیں تو نئی نسل جو امت مسلمہ کے احیاء کا انحصار ہے، کے بگاڑ پر قابو پانا ممکن نہیں۔ حکومتی اور غیر حکومتی ذرائع کے ذریعے باقاعدہ نظم کے ساتھ اور اخلاص پر مبنی خانقاہی تربیت گاہوں کے قیام سے ہی امت کے احوال کی اصلاح ممکن ہے۔

حرف آخر

ارشاد باری تعالی ہے

يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡکُمُ الصِّيَامُ کَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ [1]

ترجمہ :اے ایمان والو ! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

بندے کی عبادت انسان کے پیدا ہونے کے مقصد یعنی بندگی تقوی کے حصول کا ذریعہ ہے فی نفسہ ہیں اگر اس عبادت پر غور کریں تو مخصوص وقت کے لئے مخصوص ایام میں جو افعال انسان کے لئے حلال ہیں اسے ان سے روک دیا گیا ہے اور اسے سوائے اس کے مالک رب ذوالجلال کے کوئی اور نہیں جانتا کہ یہ اس پر عمل پیرا ہے یا نہیں ایک ماہ کی یہ عبادت فطرتاً اس کے اندر تبدیلی کا موجب بن سکتی ہے کہ جب میں اپنے معبود برحق کے حکم سے حلال افعال سے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رک جاتا ہوں تو جن افعال کو اللہ عزوجل نے مستقل حرام کیا ہے ان سے کیوں نہ رکوں جب حلال تھوڑے

---

[1] البقرہ:183

وقت کے لئے رکنے کا اجر اور صلہ اتنا ہے تو حرام سے رکنے میں کتنی خوشنودی حاصل ہو گی یہی تقویٰ ہے جو روزے کا مقصد ہے اس لیے اس شعور کو حاصل کرنے کیلئے اس کے اندر اللہ جل شانہ کا ڈر، ناراضی کا خوف اس کی شدید محبت، اطاعت چاہیئے تاکہ اللہ تعالی کو ماننے یعنی ایمان سے لے کر اللہ عزوجل کے ماننے یعنی تقوی تک کا سفر کر سکیں۔

ارشاد خداوندی ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہل صدق (کی معیت) میں شامل رہو۔

اللہ تعالی نے ایمان، اللہ کا ڈر (اللہ کو ماننا اور اللہ کی ماننا) حاصل کرنے کا ذریعہ کونو مع صادقین میں رکھ دیا۔

عرب کے بدوؤں کو اللہ کی ماننے کے مدد اور خوشنودی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اور صحبت نے عطا کی تھیں اس کو نو یعنی جڑنے، منسلک ہونے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور بھرے دل سے ان اصحاب کے قلوب و نفوس کو نورانی فرما کر بندگی کی نہایت نصیب فرمائی۔

---

[1] التوبہ:119

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ[1]

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال (جو نور محمدی ﷺ کی شکل میں دنیا میں روشن ہے) اس طاق (نما سینہ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغ (نبوت روشن) ہے؛ (وہ) چراغ، فانوس (قلب محمدی ﷺ میں رکھا ہے۔ (یہ) فانوس (نورِ الٰہی کے پر تو سے اس قدر منور ہے) گویا ایک درخشندہ ستارہ ہے (یہ چراغ نبوت) جو زیتون کے مبارک درخت سے (یعنی عالم قدس کے بابرکت رابطہ وحی سے یا انبیاء و رسل ہی کے مبارک شجرہ نبوت سے) روشن ہوا ہے نہ (فقط) شرقی ہے اور نہ غربی (بلکہ اپنے فیض نور کی وسعت میں عالم گیر ہے)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تیل (خود ہی) چمک رہا ہے اگرچہ ابھی اسے (وحی ربّانی اور معجزات آسمانی کی) آگ نے چھوا بھی نہیں، (وہ) نور کے اوپر نور ہے (یعنی نور

[1] النور:35

وجود پر نور نبوت گویا وہ ذات دوہرے نور کا پیکر ہے)، اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور (کی معرفت) تک پہنچا دیتا ہے، اور اللہ لوگوں (کی ہدایت) کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے، اور اللہ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے۔

سمجھنے والے نے سمجھ کر فرمایا

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے　　　میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

جس کو جو ملا تیرے در سے ملا　　　سب ہیں تیرے گدا یا نبی مصطفی ﷺ

آپ ﷺ کی ذات اقدس ختم نبوت کے تاج کے ساتھ اپنی پوری شان سے بندگی کے انوار اپنے غلاموں کے ذریعے (تصوف کے سلاسل) اپنی امت میں بکھیرتے ہیں چودہ سو سال کی تاریخ اظہر من الشمس ہے کہ لوگوں کو شریعت مطہرہ کے ساتھ قلبی وروحی تعلق ان نسبتوں سے ہی ملا اس دور میں ہمارے مرشد کریم کے طفیل لاکھوں لوگ شریعت مطہرہ کا نمونہ نظر آتے ہیں دعا ہے اللہ اپنے فضل و کرم سے سے حضور ﷺ کے صدقے ہمیں اس راہ پر استقامت دوام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

اظہار تشکر

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ لَم يَشْكُرِ النَّاسَ لَم يَشْكُرِ اللهَ

حضور نبی اکرم ﷺ کا اشاد مبارک ہے کہ جو شخص بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا۔

میں اس کام میں اپنے تمام معاونین کا بے حد شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شان کے مطابق صلۂ عظیم، حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت اور اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی قربتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔

بالخصوص اپنے جامعہ کے مفتی پروفیسر ڈاکٹر محمد معظم فراز محمدی سیفی اور مولانا محمد یوسف محمدی سیفی

ہمارے جامعہ کی ڈنمارک برانچ کے مہتمم مفتی طارق محمد امین محمدی سیفی،

اور ہمارے جامعہ کے سید طارف حسین شاہ محمدی سیفی، محمد ناظم محمدی سیفی،

پروف ریڈنگ کے لیے مفتی محمد احسان الحق محمدی سیفی

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر اور دین پر استقامت عطا فرمائے۔

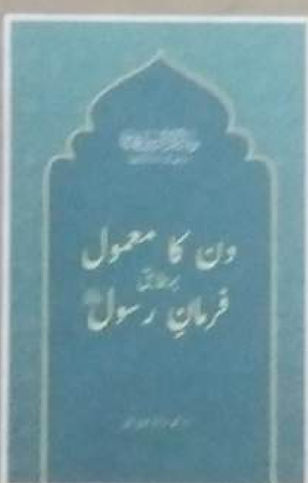
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ادارہ ہٰذا کی دیگر تصانیف








خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم۔ اسلام آباد